



جنوری 2011ء

- قانون تحفظ ناموس رسالت اور ملکی اقلیتیں
- دین میں آسانی (باب الحدیث)
- اولیاء اللہ کا مقام و مرتبہ (کشف المحجوب کی روشنی میں)
- مجدد اعظم اعلیٰ حضرت امام اہل سنت علیہ الرحمۃ کے ارشادات و فرمودات
- غزالی زماں رحمۃ اللہ علیہ کے دلائل
- امام احمد رضا رحمہ اللہ کی تصنیف
- "الزلال الاتقی" من بحر سبقة الاتقی، کاشفی اور علمی جائزہ
- تہذیب جدید..... حق و باطل کے اختلاط کی گھٹائی سازشیں
- طہوریت عورت (عامیر) اور مسلم حکمران
- دارالافتاء.....
- انشورنس (بیر) کی شرعی حیثیت؟

جامعہ نظریہ رضویہ

لاہور 042-37665030 شیخوپورہ 056-3786428



أبْقِىْ تَذَكُّرُكَ اللّٰهُ عَلَيْكَ الصَّلٰوةَ وَالسَّلَامَ
 لا ہور
 لا ہور
النظامیہ
 علمی، ادبی، تحقیقی مجلہ

جلد نمبر 11 شماره نمبر 1

جنوری 2011ء

مدیر اعلیٰ
محمد اکرام اللہ
 0300-6212350

زیر سرپرستی
 جانشین مفتی اعظم پاکستان صاحبزادہ
 علامہ
محمد عبدالمصطفیٰ انصاری
 جامعہ نظامیہ رضویہ

مدیر اعلیٰ
محمد طاہر تبسم قادری
 0300-9439464

اعلیٰ شامت
 حافظہ نصیر احمد ہزاروی
 صاحبزادہ
 0300-9415300

معاون مدیر
محمد رمضان سیالوی
 0333-4229060

رابطہ کے لئے
دفتر مجلہ النظامیہ
 جامعہ نظامیہ رضویہ
 لوہاری گیٹ لاہور
 042-7665030

سرپرست نیچر
غلام مرتضیٰ ہزاروی
 0300-4270963
 اس ادارے میں سرگرم نگران اس بات کی علامت ہے
 کہ آپ کا رسالہ ختم ہو چکا ہے

ممبر شپ فیس
 پاکستان سالانہ بذریعہ ڈاک
 250 روپے
 قیمت فی شمارہ 20 روپے

نوٹ: ادارہ "مجلہ النظامیہ" کا مضمون نگاری کے رائے سے متفق ہونا ضروری نہیں۔

مقام اشاعت
جامعہ نظامیہ رضویہ
 اندرون لوہاری
 دروازہ لاہور
 042-7657314

حسن ترتیب

صفحہ	عنوان
۳	حمد باری تعالیٰ
۴	مظفر وارثی
۴	نعت رسول مقبول ﷺ
۵	پروفیسر محمد حسین آسی علیہ الرحمۃ
۵	قانون تحفظ ناموس رسالت اور ملکی اقلیتیں
۵	شعیب فردوس
۸	باب الحدیث (دین میں آسانی)
۸	شیخ الحدیث علامہ مفتی محمد صدیق ہزاروی
۱۱	اولیاء اللہ کا مقام و مرتبہ (کشف المحجوب کی روشنی میں)
۱۱	شیخ الحدیث علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری رحمۃ اللہ علیہ
۱۲	مجدد اعظم اعلیٰ حضرت امام اہل سنت علیہ الرحمۃ کے ارشادات و فرمودات
۱۲	شیخ الاسلام علامہ حسن علی رضوی بریلوی ملی
۲۲	غزالی زماں رحمۃ اللہ علیہ کے دولل
۲۲	علامہ محمد منشا تابش قصوری
۲۵	امام احمد رضا رحمہ اللہ کی تصنیف "الزلال الانقی من بحر سبقة الاتقی"
۲۵	کافی اور علمی جائزہ
۲۵	پروفیسر ڈاکٹر محمد اشفاق جلالی
۲۳	تہذیب جدید..... حق و باطل کے اختلاط کی گھاؤنی سازشیں
۲۳	حافظ حسن عباس محمد
۲۴	ملعونہ عورت (آسیہ) اور مسلم حکمران
۲۴	ڈاکٹر فوزیہ فیاض
۲۵	دارالافتاء..... انشورنس (بیمہ) کی شرعی حیثیت؟
۲۵	مفتی محمد رمضان سیالوی

حمد باری تعالیٰ

جو ملے حیاتِ خضر مجھے اور اُسے میں صرف ثنا کروں
ترا شکر پھر بھی ادا نہ ہو ترا شکر کیسے ادا کروں

ترے لطف کی کوئی حد نہیں گنوں کس طرح کہ عدد نہیں
نہیں کوئی تیرے سوا مرا کے یاد تیرے سوا کروں

ترے در پہ خم رہے سر مرا تری رحمتوں پہ گزر مرا
میں کہا کروں تُو سنا کرے تو دیا کرے میں لیا کروں

مجھے خوشبوؤں سی کلاہ دے مجھے روشنی سی نگاہ دے
کبھی پھول بن کے مہک انھوں کبھی شمع بن کے جلا کروں

میں بہت عاجز و بے نوا ترے آگے میری بساط کیا
کوئی بھول ہو تو معاف کر مجھے بخش دے جو خطا کروں

مرے ایک دامنِ عمر میں ہیں نہ جانے کتنی ندامتیں
مرا خاتمہ بھی بخیر ہو یہی رات دن میں دعا کروں

مظفر وارثی

نعت رسول ﷺ

ان کا خیال ہے ، مری دنیا کہیں جسے
ان کا جمال ہے ، مرا کعبہ کہیں جسے
ان کے بغیر کون ہے اس کائنات میں
مجھ سے فقیر ، مالک و مولا ﷺ کہیں جسے

در ہے انہی کا، جس کو سمجھے خدا کا در
ان کی گلی ہے عرش معلیٰ کہیں جسے
پیش از طلب ہی دیتے ہیں بیش از طلب حضور ﷺ
کیا آئے لب پہ ، حرف تمنا کہیں جسے

آئے نسیم طیبہ کہ کھل جائے ہر کلی
دل ہو کہ بارغِ خلد کا نقشہ کہیں جسے
کون و مکان میں ہے کون ہے میرے کریم ﷺ سا
ہاں وہ کریم ، مظہر یکتا کہیں جسے

آسی کو کیا کشائش موت و حیات سے
آقا ﷺ ہے اپنا جان مسیحا کہیں جسے
(پروفیسر محمد حسین آسی علیہ الرحمۃ)

قانون تحفظ ناموس رسالت اور ملکی اقلیتیں

از قلم: شبیب فردوس
ایک مرتبہ پھر چار سو ”غوغائے سگاں“ ہے۔ انسانی ہمدردی کے نام نہاد ٹھیکیدار اور مغربی ایجنڈے پر عمل پیرا این جی اوز جی جیج جیج کر کہہ رہی ہیں کہ توہین رسالت کے قانون کو منسوخ کیا جائے۔ اس بار عیسائی اقلیت سے تعلق رکھنے والی ”عاصیہ“ نامی ایک عورت کو جسے عدالت نے توہین رسالت کے جرم میں ۸ نومبر ۲۰۱۰ کو سزائے موت اور ایک لاکھ روپے جرمانے کی سزا سنائی ہے، مظلومیت کی چادر پہنا کر میڈیا پر پیش کیا جا رہا ہے۔

ضلع ننکانہ صاحب کے گاؤں ”اٹاں والی“ چک نمبر ۳۳ سے تعلق رکھنے والی ”عاصیہ“ نامی اس عورت نے جون ۲۰۰۹ میں اور لیس نامی ایک زمین دار کے کھیت میں کام کرتے ہوئے ناشتے کے وقفے کے دوران مسلمان بہنوں عافیہ اور عاصمہ کے سامنے نبی آخر الزماں حضرت محمد ﷺ کی ذات مبارکہ، حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے آپ ﷺ کے نکاح اور قرآن مجید کے الہامی کتاب ہونے کے بارے میں ایسے کلمات کہے جو گستاخانہ ہی نہیں بلکہ بہتان پر مبنی تھے بعد ازاں اس نے گاؤں کی مسجد کے پیش امام قاری سلیم صاحب اور گاؤں کے دیگر لوگوں کے سامنے اپنے جرم کا اعتراف بھی کیا اور اس کا یہ جرم عدالت میں جملہ تحقیقات سے ثابت بھی ہو گیا۔

اسلام کے نام پر معرض وجود میں آنے والے ملک ”اسلامی جمہوریہ پاکستان“ میں شعائر اسلام کی توہین اور شان رسالت میں گستاخی کوئی نئی بات نہیں وقتاً فوقتاً اس طرح کے فسوس ناک واقعات ہوتے رہتے ہیں جس سے مسلمانوں کی دل آزاری ہوتی ہے اور ان کے مذہبی جذبات مجروح ہوتے ہیں۔

زیادہ دُور نہ جائیں جولائی ۲۰۰۹ء کے آخری دنوں کی بات ہے گوجرہ میں چند بد نہاد مسیحی افراد نے قرآن پاک کی توہین کی اور چند اوراق کو پھاڑ کر اچھالا۔ جب اس واقعے کے خلاف ایک مذہبی تنظیم نے ہڑتال کی اور اس گستاخانہ حرکت کے خلاف پراسن احتجاجی ریلی نکالی اُسی موقع کی آبادی سے اس ریلی پر فائرنگ کر کے حالات کو مزید سنگین بنادیا گیا۔ اس واقعے کے بعد بھی مسیحی اقلیت کے بعض مذہبی راہنماؤں کی جانب سے توہین رسالت ایکٹ کو ختم کرنے کا مطالبہ کیا گیا کیونکہ آرج ڈیولپس کراچی کے آرج بپ ایورسٹ پنو نے حکومت سے مطالبہ کیا کہ توہین

رسالت کے قانون سے دفعہ 295.C کافی الفور خاتمہ کیا جائے۔

یہ بھی حیرت انگیز بات اور باعث تعجب امر ہے کہ توہین رسالت ایکٹ 295.C سے زیادہ تر تکلیف ملک کی دو اقلیتوں ”قادیانیوں“ اور عیسائیوں کو ہوتی ہے قادیانیوں کو تو اس لئے کہ ”قادیانیت“ کی جڑ اور بنیاد ہی میں بے ادبی اور گستاخی کا عنصر شامل ہے۔ نیز قادیانیت کا خمیر ہی اسلام اور انبیاء کرام علیہم السلام کی توہین و تنقیص سے اٹھا یا گیا ہے۔

باقی رہے مسیحی تو وہ اسلام کے ساتھ اپنے روایتی بغض کے اظہار اور اسلام اور پیغمبر اسلام کی توہین و تنقیص کو اپنا ”حق“ قرار دیتے ہیں جس کو دنیا کی کوئی منصف عدالت تسلیم نہیں کر سکتی۔ یہ لوگ ملک میں اسلامی قوانین کے نفاذ کے ہمیشہ سے معاند اور مخالف رہے ہیں۔ ملکی آبادی کی فقط 1.56 فیصد مسیحی اقلیت 97% مسلم اکثریت کے مذہبی جذبات کو پرکاش کے برابر بھی اہمیت نہیں دیتی۔ عیسائی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا، عین خدا اور خدا کا بیٹا مانتے ہیں۔ اس کے باوجود عیسائی خود اپنے ”مسیح خداوند“ یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو نعوذ باللہ (نقل کفر کفر نہ باشد) دیوانہ، ابلا ہوا ابلہ، جہنم میں جلنے والا شیطان، فاجر العقل یا اس سے بھی کوئی گھٹیا شے مثلاً احمق، تھوکنے کے قابل، بھوت پریت لکھ سکتے ہیں تو وہ جناب سرور کو نین خاتم النبیین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے متعلق کیا کچھ نہیں کہہ ڈالیں گے دیکھیے۔

A Lion Hand Book: The World,s Religion,s 1982 Page:)

(339

اب قارئین پر یہ حقیقت اچھی طرح آشکارا ہو گئی کہ جب بھی مسیحی اقلیت یہ کہتی ہے کہ ”توہین رسالت کے قانون سے ہم عدم تحفظ کا شکار ہو گئے ہیں، ہم میں خوف و ہراس پھیل گیا ہے یا یہ قانون ہمارے سروں پر لٹکتی ہوئی تلوار ہے“ تو اس کا مطلب کیا ہوتا ہے؟ دراصل ”چور کی داڑھی میں تنکا“ کے مصداق اس وقت ان کے دلوں میں چھپا ہوا چور بول رہا ہوتا ہے۔ اگر ان لوگوں کو آنحضرت ﷺ کی شان اقدس کی تنقیص ہی نہیں کرنی ہے تو ایسے ہزاروں قوانین بنتے رہیں، انہیں کس چیز کا غم اور فکر ہے؟

پاکستان میں صرف قادیانی اور عیسائی اقلیت ہی آباد نہیں ہے بلکہ یہاں دوسری اقلیتیں مثلاً ہندو، سکھ اور پارسی وغیرہ بھی آباد ہیں۔ سوال یہ ہے کہ قانون توہین رسالت ان اقلیتوں کے خلاف حرکت میں کیوں نہیں آتا؟ ملک کی دیگر اقلیتوں کے حقوق کیلئے قانون توہین رسالت کیلئے کد گان کی

کیوں ہیں؟ جواب بالکل واضح ہے کہ دیگر اقلیتیں عموماً اس جرم کا ارتکاب نہیں کرتیں۔ اگر قادیانی اور عیسائی اقلیتیں بھی توہین رسالت کا ارتکاب نہ کریں تو یہ قانون ان کے خلاف بھی حرکت میں نہیں آئے گا۔

ملک میں کام کرنے والی این جی او، نام نہاد ہیومن رائٹس کی تنظیموں کی خدمت میں عرض ہے کہ یکم جولائی 2008ء کو جرمنی کی ایک عدالت میں 32 سالہ ”مروئی الشربینی“ نامی مسلمان خاتون کو صرف حجاب پہننے کے ”جرم“ میں 28 سالہ ایگول ڈبلیو نامی شخص نے خنجر کے 18 وار کر کے قتل کر دیا تو آپ کی ”انسانی ہمدردی“ کہاں تھی؟

2 مارچ 2010ء کو کراچی میں ایک سیاسی تنظیم کے راہ نما کے قتل کے رد عمل میں جب 80 بے گناہ شہریوں کو قتل کر دیا گیا تو آپ نے احتجاج کیوں نہ کیا؟ حال ہی میں امریکی عدالت نے پاکستان کی بیٹی ڈاکٹر عافیہ صدیقی کو 86 سال کی قید کی سزا سنائی تو آپ کی ”انسانی ہمدردی کا بھوت“ کہاں سرور ہاتھا؟

صدر مملکت کو یاد رکھنا چاہیے کہ اگر انہوں نے عاصیہ کی رحم کی اپیل پر دستخط کیے اور اس کی سزا معاف کی تو درحقیقت یہ صدر صاحب کی خود اپنی صدارت کی کرسی سے محرومی کے پروانے پر دستخط ثابت ہوں گے۔ نیز قانون توہین رسالت میں ترمیم یا تنسیخ کی ناپاک جسارت موجودہ حکومت کے اقتدار کی کشتی کو جو پہلے ہی سے ڈانواں ڈول ہے لے ڈوبے گی۔

☆☆☆ ☆☆☆ ☆☆☆

﴿قبول کر لیں﴾

- ☆..... فصاحت کی بات چاہے کڑوی ہو۔
- ☆..... بھائی کا عذر چاہے دل نہ مانے۔
- ☆..... دوست کا ہدیہ چاہے حقیر ہو۔
- ☆..... غریب کی دعوت چاہے تکلیف ہو۔
- ☆..... ماں باپ کا حکم چاہے ناگوار ہو۔
- ☆..... اچھی غلطی چاہے ذلت ہو۔
- ☆..... نیک بیوی کی محبت چاہے بد صورت ہو۔

(مراسلہ: محمد عمیر بٹ)

دین میں آسانی

شیخ الحدیث مفتی محمد صدیق ہزاروی

عن انس رضی اللہ عنہ عن النبی ﷺ قال يسروا ولا تعسروا وبشروا

ولا تنفروا۔ (صحیح بخاری ۱۶/۱)

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا آسانی پیدا کرو، تنگی نہ کرو خوشخبری دو، نفرت پیدا نہ کرو۔

اس حدیث شریف میں اہل علم اور مبلغین اسلام کو تبلیغ دین کے سلسلے میں ایک اہم ہدایت دی گئی ہے کہ ان کی تعلیم و تبلیغ ایسے انداز میں نہ ہو کہ لوگ اسلام سے دوری اختیار کرنے لگیں بلکہ ایسا طریقہ اختیار کیا جائے کہ لوگ خوشی خوشی دین اسلام اور اس کے احکام کو چاننے اور عمل پیرا ہونے کے لئے تیار ہو جائیں۔

چنانچہ حضرت امام بخاری رحمہ اللہ نے اس حدیث کو جس عنوان کے تحت درج کیا ہے اس میں بتایا گیا کہ رسول اکرم ﷺ صحابہ کرام کو وعظ کرتے ہوئے اس بات کا خیال رکھتے کہ صحابہ کرام کے لئے قبولیت کا باعث بنے اور آپ ہر روز وعظ نہیں فرماتے تھے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ہر جمعرات کو لوگوں کو وعظ فرماتے تھے ایک شخص نے عرض کیا اے ابو عبدالرحمن (یہ آپ کی کنیت ہے) میں چاہتا ہوں کہ آپ ہمیں روزانہ وعظ کیا کریں آپ نے فرمایا مجھے اس سلسلے میں کوئی اور رکاوٹ نہیں صرف مجھے اس بات کا ڈر ہے کہ میں وعظ کے ذریعے کہیں تمہیں تھکا نہ دوں جس طرح رسول اکرم ﷺ ہمارے سلال کے خوف سے وعظ کے سلسلے میں ہمارا خیال فرماتے تھے۔ (یعنی کبھی کبھی وعظ فرماتے۔) (صحیح بخاری ایضاً)

بنیادی طور پر دین آسان ہے اور جس قدر عبادات ہم پر فرض کی گئیں ہیں ان میں آسانی رکھی گئی ہے مثلاً فرض نماز کو لیجئے دن میں پانچ مرتبہ فرض ہے اور اگر ہر نماز کو پندرہ منٹ دیں تو چوبیس گھنٹوں میں صرف ایک گھنٹہ پندرہ منٹ خرچ ہوتے ہیں۔ نفل نماز انسان کی اپنی صوابدید پر موقوف ہے۔

زکوٰۃ سال میں ایک بار فرض ہے اور اس کے لئے صاحب نصاب ہونا شرط ہے، مجبور، فقیر اور مسکین پر زکوٰۃ فرض نہیں علاوہ ازیں نصاب پر ایک سال گزرنے کے بعد ادائیگی واجب ہوتی ہے اگرچہ سال گزرنے سے پہلے ادائیگی ہو سکتی ہے۔

اگر ہم غور کریں تو یہ بات واضح ہوتی ہے کہ صاحب نصاب ایک سال میں اس رقم سے اتنا نفع کما سکتا ہے کہ زکوٰۃ اڑھائی فیصد ہے ادا کرنے کے بعد بھی اس کے پاس نفع میں سے رقم خرچ جاتی ہے اور اصل مال پھر بھی محفوظ رہتا ہے۔

اسی طرح قربانی اور صدقہ فطر بھی انہی لوگوں پر واجب ہوتا ہے جو صاحب نصاب ہوں گویا ہم کہہ سکتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہماری ضرورتوں سے زائد عطا فرمانے کے بعد ہمیں ان عبادات کا حکم دیتا ہے اور پھر یہ بات بھی پیش نظر رہے کہ ان عبادات کے فوائد دنیوی اور اخروی اعتبار سے بے شمار ہیں، روزہ سال میں ایک ماہ فرض ہے اس میں بھی آسانی رکھی گئی کہ اگر عارضی بیمار یا مسافر ہے تو روزہ چھوڑ سکتا ہے دوسرے دنوں میں قضا کرے اور اگر دائمی بیمار یا اس قدر بوڑھا شخص ہے کہ وہ روزہ رکھ ہی نہیں سکتا تو فدیہ ادا کر دے ہر روزے کا فدیہ ایک آدی کے صدقہ فطر کے برابر یعنی دو کلو گندم یا آٹا یا اس کی قیمت ہے اور حج پوری زندگی میں ایک بار فرض ہے اور اس کے لئے مالی اور بدنی استطاعت کو شرط قرار دیا گیا۔

اس تفصیل سے یہ بات بتانا مقصود ہے کہ ہمارا دین آسان دین ہے اب اس میں مزید آسانی پیدا کرنے کے لئے کسی مجتہد کی ضرورت نہیں ہے اور یہ بات نہایت افسوس ناک ہے اور ایک بہت بڑا المیہ ہے کہ آج کے دور میں کچھ لوگ جدت پسندی کے نام پر اسلام کی بنیادوں کو کھوکھلا کرنے کے درپے ہیں اور میڈیا کے ذریعے لوگوں کو گمراہ کر رہے ہیں یقیناً یہ لوگ تن آسانی کے فکار لوگوں کو اپنے دامن تزدیر میں پھنسا کر سستی شہرت حاصل کرنا چاہتے ہیں۔

ہمیں یہ بات اچھی طرح معلوم ہے کہ دین عطا کرنے والا اور دین کو ہم تک پہنچانے والی شخصیت عالمین کے لئے رحمت بن کر آئی ہے اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے بڑھ کر انسان پر مہربان کوئی اور شخص نہیں ہے۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

يُرِيدُ اللَّهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيدُ بِكُمُ الْعُسْرَ۔ (سورۃ بقرہ: ۱۸۵)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ تمہارے لئے آسانی چاہتا ہے اور وہ تمہارے لئے تنگی کا ارادہ نہیں کرتا۔

اور رسول اکرم ﷺ کا ارشاد گرامی اس حدیث میں یہی درس دیتا ہے گویا اللہ تعالیٰ نے جس بات کا ارادہ فرمایا رسول اکرم ﷺ نے اسی کا حکم اپنی امت کو دیا۔

امام بخاری جیسے عظیم محدث نے اس حدیث کو علم کے بیان اور پھر ابلاغ علم کے عنوان کے تحت ذکر کر کے اس بات کو واضح کیا کہ دین میں آسانی کا مطلب نمازوں کی تعداد کم کرنا، روزوں کو گرمیوں سے سردیوں کی طرف لے جانا، زکوٰۃ کو محض اختیاری قرار دینا یا کوئی اور تاویل کرنا اور حج کو ساقط کر دینا نہیں بلکہ عبادات اسی طرح برقرار رہیں گی جس طرح اللہ تعالیٰ نے فرض قرار دیں اور رسول اللہ ﷺ نے ان کی تبلیغ فرمائی، بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ دین کو امت تک پہنچانے اور اس پر عمل کے سلسلے میں ایسا طریقہ اختیار نہ کیا جائے کہ لوگ تھک ہار جائیں اور ہمارا یہ عمل ان کی دین سے دوری کا سبب بنے۔

جیسے دوسری حدیث کے ذریعے بتایا گیا کہ روزانہ وعظ نہ کیا جائے علاوہ ازیں وعظ و تقریر کو اتنا طویل نہ کیا جائے کہ لوگ اپنی گھڑیوں کی طرف دیکھنا شروع کر دیں ہر شخص اپنی زندگی کی گاڑی چلا رہا ہے اس کے دیگر مسائل بھی ہیں اور یہ بات معروف ہے کہ خسر الکلام ماسق و دل..... بہترین کلام وہ ہے جو مختصر مگر جامع ہو۔ اگر روزانہ وعظ کی ضرورت محسوس ہو تو صرف ایک دو مسائل چند منٹوں میں بیان کر دیئے جائیں اور پھر فرصت کا خیال رکھا جائے کہ کون سے وقت میں لوگ آسانی سے سن سکتے ہیں۔

رات بھر کے طویل جلسے کئی خرابیوں کا باعث ہیں ان سے اجتناب کیا جائے آسانی کی ایک اور صورت بھی ہے وہ یہ کہ علمی گفتگو کو سامعین کے لئے آسان الفاظ میں پیش کیا جائے اور سمجھانے کی کوشش کی جائے رسول اکرم ﷺ ایک بات کو تین بار دہراتے تاکہ لوگ سمجھ جائیں۔ مشکل الفاظ سے گریز کیا جائے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں دین کی خدمت کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

☆☆☆.....☆☆☆.....☆☆☆

اولیاء اللہ کا مقام و مرتبہ

(کشف المحجوب کی روشنی میں)

تحریر: استاذ الاساتذہ شیخ الحدیث علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری رحمہ اللہ تعالیٰ
زمین پر رہنے والے انسانوں کی اکثریت غیر مسلموں پر مشتمل ہے۔ مسلمان دو قسم کے ہیں:
۱..... عوام ۲..... خواص

عوام وہ سیدھے سادے مسلمان ہیں جو دولت ایمان سے بہرہ ور ہیں اس کے علاوہ تھوڑے بہت اعمال صالحہ انجام دیتے ہیں یا وہ بھی نہیں۔ خواص تعداد میں اگرچہ کم ہیں لیکن بارگاہ الہی میں ان کی قدر و قیمت زیادہ ہے، یہ وہ حضرات ہیں جنہیں قرآن مجید میں اولیاء اور صالحین کے عنوانات سے یاد کیا گیا ہے۔ شہداء کرام رضی اللہ عنہم کا مقام ان سے بلند ہے اور صدیقین ان سے بھی بلند مرتبہ رکھتے ہیں اور ان سب سے زیادہ بلند مقام انبیاء کرام علیہم السلام کا ہے۔ ارشاد ربانی ہے: مَنْ يُطِيعِ اللَّهَ وَالرَّسُولَ فَأُولَٰئِكَ مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِينَ۔ (سورۃ النساء: ۶۹)

ترجمہ..... جو لوگ اللہ جل جلالہ اور اس کے رسول مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کریں گے وہ ان لوگوں کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ نے انعام فرمایا یعنی انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین کے ساتھ۔

آئندہ سطور میں حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری قدس سرہ کی تصنیف لطیف کی روشنی میں بیان کیا جائے گا کہ ولایت اور ولی کا کیا معنی ہے؟ کیا ولی کا اطلاق قرآن وحدیث میں آیا ہے؟ ولی کے بارے میں اہل سنت کا مذہب کیا ہے؟ نیز یہ کہ ولی ہوتا کون ہے؟ اور اس کے امتیازی اوصاف کون سے ہیں؟۔

ولایت اور ولی کا معنی کیا ہے؟

حضرت سید علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ لغت کے اعتبار سے ولایت (واؤ پر زبر) کا معنی ہے، حق میں تصرف کرنا..... ولایت (واؤ کے نیچے زیر) کا معنی امارت اور حکومت ہے۔ ولایت (واؤ پر زبر کے ساتھ) کا معنی ربوبیت بھی آتا ہے اور لفظ ولایت محبت کے معنی

میں بھی استعمال ہوتا ہے۔ جہاں تک لفظ ”وکی“ کا تعلق ہے تو یہ فعلیل کے وزن پر ہے اور اس میں دو احتمال ہیں۔ (۱) فعلیل بمعنی مفعول ہو، جیسے ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَهُوَ يَتَوَكَّلُ الصَّالِحِينَ۔ ”اللہ تعالیٰ نیکوں کا کارساز ہے۔“ (سورۃ الاعراف: ۱۹۶)

(۲)..... فعلیل بمعنی فاعل ہو، یعنی بندہ خوب محنت کرتا ہے اور اللہ کے حقوق اور احکام کی پاسداری کرتا ہے اور اس کے غیر سے منہ پھیر لیتا ہے ایسا شخص مرید ہوگا اور اللہ تعالیٰ مراد۔

(سید علی ہجویری رحمہ اللہ، کشف المحجوب، از مولانا غلام حسین الدین، نئی، مزاد فاؤنڈیشن لاہور، ص: ۳۱۲)

قرآن وحدیث میں ولی کا اطلاق

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اَلَا اِنَّ اَوْلِيَاءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ۔ (سورۃ یونس: ۶۲) ”سنو اللہ کے اولیاء پر نہ خوف ہے اور نہ وہ غمگین ہوتے ہیں۔“ اللہ تعالیٰ یہ بھی فرماتا ہے: نَحْنُ اَوْلِيَاءُكُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ۔ (سورۃ المائدہ: ۳۱) ”ہم تمہارے مددگار ہیں دنیاوی زندگی میں اور آخرت میں۔“

نیز یہ بھی ارشاد فرمایا: اَللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا۔ ”اللہ مددگار ہے ان لوگوں کا جو ایمان لائے۔“ (سورۃ البقرہ: ۲۵۷)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اِنَّ مِنْ عِبَادِ اللّٰهِ لَعِبَادًا يُّقْبَلُ عَنْهُمْ الْاَنْبِيَاءُ وَالشُّهَدَاءُ۔ ”بے شک اللہ کے کچھ بندے وہ ہیں جن پر انبیاء اور شہداء شریک کریں گے۔“

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں بیان فرمائیں کہ وہ کون لوگ ہیں تاکہ ہم ان سے محبت کریں۔ ارشاد فرمایا: ”یہ وہ لوگ ہیں جو کمائی اور اموال کے بغیر اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی روح کے ساتھ آپس میں محبت کرتے ہیں، ان کے چہرے (روز محشر) نور کے منبروں پر چمک رہے ہوں گے، جب لوگ خوف میں مبتلا ہوں گے وہ خوف سے محفوظ ہوں گے اور جب لوگ غمگین ہوں گے وہ غم سے آزاد ہوں گے۔“

پھر یہ آیت تلاوت فرمائی: اَلَا اِنَّ اَوْلِيَاءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ۔ حدیث قدسی میں ہے: مَنْ اَذَى لِّىْ وَلِيًّا فَقَدْ اِشْتَعَلَ مَحْوِيَّتِيْ۔ ”جس نے میرے ولی کو ایذا دی اس نے میرے ساتھ جنگ کرنے کو حلال جان لیا۔“

کیا کرامات اولیاء برحق ہیں؟

اس مسئلے میں تین مذاہب ہیں:

۱..... اہلسنت وجماعت: کے نزدیک زمانہ ماضی میں اولیاء کرام ہوئے ہیں اب بھی موجود ہیں اور آئندہ بھی قیامت تک ہوتے رہیں گے۔

۲..... معتزلہ: کہتے ہیں کہ تینوں زمانوں میں سے کسی زمانے میں کسی مومن کو کسی دوسرے پر فضیلت نہیں یعنی ولایت کے بھی منکر ہیں اور کرامت کے بھی (کشف المحجوب ص: ۳۱۵)

۳..... حشویہ: کہتے ہیں کہ ماضی میں تو اولیاء اور اصحاب کرامات تھے، آج نہیں ہیں۔

حضرت سیدنا داتا گنج بخش علی ہجویری قدس سرہ مذہب اہلسنت کی تائید کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ”اولیاء کرام ہم سے پہلے گزشتہ زمانوں میں ہوئے ہیں اب بھی ہیں اور اس کے بعد قیامت تک بھی ہوتے رہیں گے۔“ (کشف المحجوب (فلسی قلبی) ص: ۲۹۱)

اس دعویٰ پر استدلال کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

”اللہ نے اس امت کو دوسری تمام امتوں پر فضیلت دی ہے اور ضمانت دی ہے کہ میں شریعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو محفوظ رکھوں گا۔ جب اس کے نقلی اور عقلی دلائل وبراہین آج بھی علماء میں موجود ہیں تو اس شریعت کے مشاہداتی دلائل بھی اولیاء اور خواص میں موجود ہونے چاہیے۔“

(کشف المحجوب (فلسی عکسی نسخہ خطیہ، ص: ۲۹۱)

اہلسنت کے عقائد و نظریات سے جدا گانہ افکار کا حال فرقہ معتزلہ کسی زمانے میں بڑے عروج پر رہا ہے۔ اس مسئلے میں ان کی رائے اس سے پہلے بیان کی جا چکی ہے۔ حضرت سید علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ اس ضمن میں فرماتے ہیں: ”معتزلہ ایک مسلمان کو دوسرے پر ترجیح دینے کا انکار کرتے ہیں، حالانکہ ولی کی تخصیص کی نفی نبی کی نفی ہوگی اور یہ کفر ہے۔“

(کشف المحجوب (فلسی عکسی نسخہ خطیہ، ص: ۲۹۱)

اس عبارت کا مطلب یہ ہے کہ اگر تمام مسلمان یکساں ہیں اور ان میں سے کسی کو کسی دوسرے پر فضیلت حاصل نہیں ہے تو مسلمانوں میں ولی کسی امتیازی حیثیت کا حامل نہیں ہو سکے گا تو نبی کیسے پایا جائے گا؟ یعنی ولی کے وجود کی نفی کو نبی کے وجود کی نفی لازم ہے اور وجود نبی کی نفی کفر ہے۔ چند سطور کے بعد فرماتے ہیں: ”لیکن معتزلہ بالکل تخصیص اور کرامات کا انکار کرتے ہیں حالانکہ ولایت کی حقیقت یہی کرامات ہیں اور بعض افراد کی خصوصیت ہے، نیز وہ کہتے ہیں کہ تمام مسلمان اللہ تعالیٰ کے ولی ہیں جب وہ مطیع ہوں اور جو شخص ایمان کے احکام کے ساتھ قائم ہو، اللہ تعالیٰ کی صفات اور اس کے دیدار کا منکر ہو اور مومن کے ہمیشہ دوزخ میں رہنے کو جانتے رکھے

اور رسولوں کی تشریف آوری اور کتابوں کے نازل ہونے کے بغیر محض عقل کی بناء پر مکلف ہونے کا اقرار کرے، وہ ولی ہوگا۔

داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”ایسا شخص تمام مسلمانوں کے نزدیک بھی ولی ہوگا لیکن کس کا؟ شیطان کا۔“ (کشف المحجوب (فarsi عکسی نسخہ)، خطبہ، ص: ۲۹۳-۲۹۴)

صفات ولایت: وہ صفات جن کے حامل کو ولی کہا جاسکتا ہے:

1..... اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

وهو يتولى الصالحين۔ (سورة الاعراف: ۱۹۶) ”اور وہی نیکوں کا کارساز ہے۔“

اللہ تعالیٰ اپنے بندے کو اس کے افعال اور اوصاف کے ساتھ چھوڑ نہیں دیتا، بلکہ اسے اپنی حفاظت کے پردے میں رکھتا ہے۔

2..... ولی بروزن فعیل ہے جو فاعل کے معنی میں مبالغہ کے لئے آیا ہے، مطلب یہ کہ بندہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کے ساتھ محبت کرتا ہے، ہمیشہ اس کے حقوق کی رعایت کرتا ہے اور اس کے غیر سے اعراض کرتا ہے۔

3..... اللہ تعالیٰ اپنے دوستوں کی امداد فرماتا ہے، جیسے اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم سے امداد کا وعدہ فرمایا تھا۔ چنانچہ ارشاد فرمایا: اَلَا اِنَّ نَصْرَ اللّٰهِ قَرِيبٌ ”سنو ابے شک اللہ تعالیٰ کی مدد قریب ہے۔“ (سورة البقرة: ۲۱۳) دوسری جگہ ارشاد فرمایا: وَاَنَّ الْكَافِرِيْنَ لَا مَوْلٰى لَهُمْ (سورة محمد: ۱۱) ”اور یہ کہ کافروں کے لئے کوئی مددگار نہیں ہے۔“ جب کافروں کے لئے کوئی مددگار نہیں تو لازمی طور پر مومنوں کے لئے مددگار ہوگا۔

آیات سے استدلال کرتے وقت اللہ تعالیٰ مومنوں کی عقلوں کی امداد فرماتا ہے ان کے دلوں پر معانی منکشف فرماتا ہے نیز نفس و شیطان کی مخالفت اور اپنے احکام کی موافقت میں ان کی امداد فرماتا ہے۔

4..... اللہ تعالیٰ انہیں اپنی دوستی کے ساتھ مخصوص فرماتا ہے اور انہیں دشمنی کی جگہ سے محفوظ رکھتا ہے جیسے ارشاد فرمایا: يُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّوْنَهُمْ۔ (سورة المائدة: ۴۰) ”اللہ انہیں محبوب رکھتا ہے وہ اللہ کو محبوب رکھتے ہیں۔“

5..... اللہ تعالیٰ ایک شخص کو ولایت عطا فرماتا ہے تاکہ وہ اللہ کی اطاعت پر قائم رہے، پھر اسے حفاظت، عصمت اور اطاعت میں محفوظ رکھتا ہے تاکہ اس کی فرمانبرداری پر قائم رہے، اس کی نافرمانی سے پرہیز کرے اور شیطان اس کی آہستہ سن کر بھاگ جائے۔

6..... اللہ تعالیٰ ایک شخص کو ولایت عطا فرماتا ہے تاکہ کائنات میں اس کا صلہ و عقد (تصرف) نافذ ہو، اس کی دعائیں مقبول اور اس کے سانس مقبول ہوں، جیسے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”بہت سے بکھرے ہوئے اور غبار آلود بالوں اور دو (معمولی) چادروں والے ہیں جنہیں کوئی اہمیت نہیں دی جاتی ان میں ایسے بھی ہوتے ہیں کہ اگر کوئی بات قسم کھا کر اللہ کی بارگاہ میں عرض کر دیں تو اللہ تعالیٰ انکی قسم پوری فرمادیتا ہے۔“

مشہور ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور خلافت میں دریائے نیل اپنی عادت کے مطابق رک گیا۔ دور جاہلیت میں ہر سال ایک دو شیرہ اس میں ڈالتے تھے تو وہ جاری ہو جاتا تھا حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کاغذ کے ایک ٹکڑے پر لکھا:

”اے پانی اگر تو خود ٹھہرا ہے تو یہ ناممکن ہے (کیونکہ اللہ تعالیٰ کے ارادے کے بغیر کوئی ذرہ حرکت نہیں کر سکتا) اور اگر تو اللہ تعالیٰ کے حکم سے ٹھہرا ہے تو عمر تجھے کہتا ہے کہ تو جاری ہو جا۔“

جب وہ پرچہ (تعویذ) پانی میں ڈالا گیا تو پانی جاری ہو گیا اور یہ حقیقی حکومت تھی۔

ولایت اور اس کے ثابت کرنے سے میرا مقصد یہ ہے کہ تمہیں معلوم ہو جائے کہ اس شخص کو ولی کہا جاسکتا ہے جس میں معانی مذکورہ پائے جائیں اور یہ اس کا ”قال“ نہیں ”حال“ ہو۔

(کشف المحجوب، ص: ۲۹۰-۲۸۹)

مسلم اولیاء کرام سے پوچھئے ولی کون ہے؟

آج عوام الناس بلکہ بہت سے اپنے آپ کو خواص میں سے شمار کرنے والے ولایت کو موروثی چیز سمجھ رہے ہیں، کسی کا باپ یا دادا اگر ولی تھا تو وہ بنایا ولی ہے، چاہے وہ نماز روزہ ادا کرے یا نہ، چہرے پر سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت مبارکہ داڑھی ہو یا نہ، اسی طرح وہ فرائض اور واجبات ادا کرے یا نہ کرے، چونکہ وہ اولیاء کی اولاد میں سے ہے اس لئے وہ بھی ولی ہے اس سے دعائیں کروائی جا رہی ہیں، ہاتھ چومے جا رہے ہیں اور نذرانے پیش کیے جا رہیں۔ اسی طرح اگر کوئی شخص تنگ دھڑنگ ہو، اسے غسل سے دلچسپی ہو نہ وضو سے، بھنگ اور چرس کا استعمال بے تکلفی سے کیا جا رہا ہو تو لوگ پروانہ دار اس کے گرد پھرتے ہیں اور اس کی وفات کے بعد اس کی قبر پر عالی شان گنبد بنایا جاتا ہے اور یوں امت مسلمہ کا بہت سا سرمایہ بجائے مدارس اور علمی مراکز کے، قبروں پر صرف ہو جاتا ہے۔ کہنا یہ ہے کہ ہر شخص ”داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ“ نہیں ہوتا کہ اس کی قبر پر گنبد بنایا جائے۔ داتا گنج بخش سید علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ نے مسلم اولیاء کرام

کے حوالے سے جو کچھ فرمایا ہے اس کا مطالعہ جسم بصیرت کے لئے سرے کی حیثیت رکھتا ہے۔
حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: (۱) بایزید بسطامی رضی اللہ عنہ سے کچھ لوگوں نے پوچھا کہ ولی کون ہوتا ہے؟ فرمایا: ”ولی وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کے امر اور اس کی نہی کے ماتحت مہر کرنے والا (پابند) ہو۔“

اس کی وجہ یہ ہے کہ جس آدمی کے دل میں اللہ تعالیٰ کی دوستی جتنی زیادہ ہوگی اس کے دل میں اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعظیم اتنی ہی زیادہ ہوگی اور اللہ تعالیٰ کے منع کیے ہوئے کام سے اس کا جسم اتنا ہی دور ہوگا۔
2..... حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ ہی سے مروی ہے کہ انہیں بتایا گیا کہ فلاں شہر میں اللہ تعالیٰ کا ایک ولی ہے، فرماتے ہیں کہ میں اٹھا اور اس کی زیارت کا ارادہ کیا، جب میں اس کی مسجد میں پہنچا تو کیا دیکھتا ہوں کہ وہ اپنے گھر سے باہر آیا اور اس نے مسجد میں ٹھوک دیا، میں اسے سلام کیے بغیر اسی جگہ سے واپس آ گیا، میں نے کہا: ”ولی کو چاہیے کہ شریعت کو ملحوظ رکھے یا اللہ تعالیٰ اس کے حال پر نگاہ رکھے، اگر یہ شخص ولی ہوتا تو مسجد کے احترام کو ملحوظ رکھتے ہوئے مسجد کی زمین پر نہ تھوکتا یا کرامت کی صحت کے لئے مسجد کے حق کی حفاظت کرتا۔“

اس رات مجھے خواب میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”بایزید! تم نے جو کام کیا ہے اس کی برکتیں تمہارے اندر پہنچ گئی ہیں۔“ دوسرے دن میں اس درجے پر فائز ہو گیا جہاں تم مجھے دیکھتے ہو۔

3..... میں نے سنا کہ ایک شخص شیخ ابوسعید رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آیا اور اس نے پہلے بایاں پاؤں مسجد میں رکھا، شیخ ابوسعید نے فرمایا: اسے واپس کر دو، کیونکہ جو شخص محبوب کے گھر میں آنے کا ادب نہیں جانتا وہ ہماری مجلس کے لائق نہیں ہے۔ (کشف المحجوب فارسی، سن ۱۲۲۰ھ لاہور ص: ۲۲۰)
اس تمام گفتگو کا خلاصہ یہ ہے کہ ولی کے لئے ضروری ہے کہ وہ احکام شریعت پر عمل پیرا ہو طریقت میں ایسا مقام کوئی نہیں ہے جہاں انسان احکام کی پابندی سے آزاد ہو جائے۔

حضرت سید علی ہجویری قدس سرہ فرماتے ہیں: ”محمد بن..... اللہ تعالیٰ ان پر لعنت فرمائے کہ ایک گروہ نے طریقت کے ساتھ اپنا عظیم تعلق قائم کیا، وہ کہتے ہیں کہ خدمت اور عبادت اتنی کرنی چاہیے کہ انسان ولی بن جائے اور جب ولی بن جائے تو خدمت (اور عبادت) ختم ہوگی۔

اور یہ گمراہی ہے، راہ حق میں ایسا کوئی مقام ظاہر نہیں ہوتا اور عبادت کا کوئی رکن مرتفع (ختم ہونے والا) نہیں ہوتا۔ (کشف المحجوب فارسی، سن ۱۲۲۰ھ لاہور ص: ۲۲۰)

مجدد اعظم اعلیٰ حضرت امام اہلسنت علیہ الرحمۃ

کے ارشادات و فرمودات

از قلم: ضیغم اہلسنت علامہ محمد حسن علی رضوی بریلوی میلی
ماہ رواں صفر المظفر نائب غوث اعظم مظہر امام اعظم سیدنا مجدد اعظم سرکار امام اہل سنت مولانا الشاہ الامام احمد رضا خان فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ماہ وصال ہے ماشاء اللہ بحمدہ تعالیٰ فقیر کی حقیر عالمی معلومات کے مطابق ساٹھ کے قریب ممالک میں ہمارے مدد و معظّم کا عرس سراپا قدس یوم رضا عرس قادری رضوی، امام احمد رضا کانفرنس، عرس مجدد اعظم کی صورت میں منایا جاتا ہے۔ ماشاء اللہ جس طرح آپ پچاس علوم و فنون کے جامع اور اب نئی تحقیق کے مطابق چونٹھ علوم کے جامع متعدد علوم کے موجد اور ایک ہزار کتب کے عظیم مصنف، علم کے سمندر، قلم کے بادشاہ ہیں اور فقہات کے بحر بے کنار ہیں دنیا جانتی اور مانتی ہے آپ نے ہر کتاب کا بحساب اجداد تاریخی نام رکھا ہے جس کے نام سے سن تالیف نکلتا ہے اور یہ بھی آپ کی خصوصیت و انفرادیت ہے کہ ادیان باطلہ کا بڑے سے بڑا محقق و فاضل آپ کی کسی کتاب کا کوئی جواب ندے۔ سلف

یہ وہ دریا سلطان قلم ہے جہاں پر سرکشوں کا سر قلم ہے

رضا کے سامنے کی تاب کس میں فلک و اُرس پہ تیرا غل ہے یا غوث

حق اور سچ یہ ہے اور پچپن سالہ طویل تجربہ و مشاہدہ یہ ہے کہ کسی بھی فرقے اور مکتب فکر کا کوئی عالم و محقق آج تک نوع بنوع قسم کی الزام تراشیاں کرنے کے باوجود آپ پر کفر و ارتداد یا کسی بھی قسم کا کوئی فتویٰ نہ لگا سکا جس کے تمام تر زبانی کلامی الزامات و اتہامات کا ادم ہو جاتے ہیں اور یہ بھی ایک ناقابل تردید حقیقت واقعی ہے کہ آج بیشتر محققین و مصنفین آپ کے باجگزار اور مستفیدین ہیں:

زمانے بھر میں تمہارا ہی نام روشن ہے

رضا یہ نعت نبی نے بلندیاں بخشیں

آج کا جو علمی تحقیق سرمایہ ہے اُس کے متعلق بلا مبالغہ و بلاشبہ یہ کہا جاسکتا ہے:

جو کل تھا وہ رضا کے کریموں کے نام تھا

جو آج ہے وہ سارے کا سارا رضا کا ہے

کراچی سے پشاور تک چلے جائیں ایک ایک شہر ایک قصبہ اور بہستی میں کئی کئی جگہ سیدنا اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہ العزیز کے نام گرامی سے منسوب رضوی جامعات رضوی دارالعلوم رضوی مدارس نظر آئیں گے اور عرس رضا کی محفلوں کا عام مشاہدہ ہوگا اور یہ حقیقت کھل کر سامنے آجائے گی:

وادی رضا کی کوہ ہمالہ رضا کا ہے
جس سمت دیکھئے وہ علاقہ رضا کا ہے
سلسلہ بیعت و ارشاد و طریقت و روحانیت میں آئیں تو آپ کے شہرہ آفاق موقر و نامور
خلفاء و تلامذہ نے ایشیائی افریقی و یورپی ممالک میں بے مثال و لازوال خدمات دیدیہ انجام دیں:

از ہند تا خاک بخارہ و سمرقند
اللہ نے پھیلا دیئے انوار ولایت

علماء عرب و عجم اکابر حرمین شریفین کا خراج تحسین پچاسوں کتابوں میں چھپ چکا ہے۔
میں تھوڑا اب اور آگے بڑھوں تو اپنا مشاہدہ یوں عرض کروں کہ آج بغداد معلیٰ میں سیدنا غوث
الغوثین، غوث الارض و السماء، غوث الاعظم رضی اللہ عنہ حضور سیدنا امام الائمہ سراج الائمہ امام اعظم
ابوصفیہ و سلطان الہند خواجہ خواجگان سیدنا معین الدین چشتی اجمیری قدس سرہما کے روضہ اقدس
خانقاہ عالیہ سجادہ نشین و نقیب الاشراف حضرات مسلک اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ پر نظر آئیں گے۔
اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کی ایمان افروز روح، پر کیف آواز، نعتوں اور درود و سلام کے نعمات سے
ایک جہان گونج رہا ہے۔

چندر روح پرور ارشادات و فرمودات

خامہ کس قصد سے اٹھا تھا کہاں جا پہنچا
راہ نزدیک سے ہو جانب تشبیب سفر

اپنے وصایا شریف میں ایک جگہ فرماتے ہیں: پیارے سنی بھائیو! ادری ما بقانی فی کم۔
مجھے معلوم نہیں کہ میں کتنے دن تمہارے اندر ٹھہروں تین ہی وقت ہوتے ہیں، بچپن، جوانی، بڑھاپا
بچپن گیا، جوانی آئی۔ جوانی گئی بڑھاپا آیا۔ اب کون سا چوتھا وقت آنے والا ہے جس کا انتظار

کیا جائے؟ ایک موت ہی ہے اللہ تعالیٰ قادر ہے کہ ایسی ہزار مجالس عطا فرمائے آپ سب لوگ
ہوں اور میں ہوں مگر بظاہر اب اس کی کوئی امید نہیں اس وقت (بوقت وصال) میں دو وصیتیں
آپ لوگوں کو کرنا چاہتا ہوں ایک تو اللہ و رسول جل جلالہ و صلی اللہ علیہ وسلم کی اور دوسری خود میری۔
تم مصطفیٰ ﷺ کی بھولی بھیزیں ہوں۔ بھیڑیے تمہارے چاروں طرف ہیں یہ چاہتے ہیں تمہیں
بہکائیں تمہیں فتنے میں ڈال دیں تمہیں اپنے ساتھ جہنم میں لے جائیں ان سے بچو۔ ان سے دور
بھاگو، دیوبندی ہوئے، رافضی ہوئے، نیچری ہوئے، قادیانی ہوئے، چکڑالوی ہوئے غرض کتنے
ہی فرقے ہوئے اور اب سب سے نئے گاندھوی (کانگریسی صلیح کلی) جنہوں نے ان سب کو اپنے
اندر لے لیا یہ سب بھیڑیے ہیں تمہارے ایمان کی تاک میں ہیں ان کے حملوں (مغالطوں) سے
ایمان کو بچاؤ:

آگیا سورج سروں پر غافلوا! اے ہوشیار
دے رہا ہے یہ ندا احمد رضا خاں قادری
خبردار اعداء کے دم میں نہ آتا
یہ کرتا وصایا ہمارا رضا ہے

فرمایا: حضور اقدس ﷺ اللہ رب العزت جل جلالہ کے نور ہیں حضور سے صحابہ کرام رضوان
اللہ علیہم اجمعین روشن ہوئے اُن سے تابعین روشن ہوئے اُن سے ائمہ مجتہدین روشن ہوئے اُن سے
ہم روشن ہوئے اب ہم تم سے کہتے ہیں یہ نور ہم سے لے لو..... وہ نور یہ ہے کہ اللہ و رسول سے سچی
محبت اُن کی تعظیم اُن کے دوستوں کی خدمت اور اُن کی تکریم اُن کے دشمنوں (گستاخوں) سے سچی
دلی عداوت جس سے اللہ و رسول کی شان میں ادنیٰ توہین پاؤ پھر وہ تمہارا کیسا ہی پیارا کیوں نہ ہو فوراً
اُس سے جدا ہو جاؤ جس کو بارگاہ رسالت میں ذرا بھی گستاخ دیکھو پھر وہ تمہارا کیسا ہی بزرگ معظم
کیوں نہ ہو اپنے اندر سے اُسے دودھ سے مکھی کی طرح نکال کر پھینک دو۔ میں چودہ برس کی عمر سے
یہی بتا رہا ہوں۔ اب میں قبر سے اٹھ کر تمہارے پاس بتانے نہ آؤں گا۔

سوتا جنگل رات اندھیری چھائی بدلی کالی ہے
سونے والو جاگتے رہو چوروں کی رکھوالی ہے
✽..... فرمایا: حدیث شریف میں ہے قیامت کے دن ایک شخص کو حساب کے لئے بارگاہ

رب العزت میں لایا جائے گا اس سے سوال ہوگا دنیا سے کیا لایا وہ کہے گا میں نے اتنی نمازیں پڑھیں علاوہ فرض کے۔ اتنے روزے رکھے علاوہ رمضان۔ اس قدر خیرات کی علاوہ زکوٰۃ کے۔ اس قدر حج کیے علاوہ حج فرض کے وغیرہ۔ ارشاد باری تعالیٰ ہوگا:

هل والیت لی ولما و عادیت لی عدوا۔

ترجمہ: کبھی میرے محبوبوں سے محبت اور میرے دشمنوں سے عداوت بھی رکھی۔ (ملخصاً)

توحید تو یہ ہے کہ خدا حشر میں کہہ دے

بندہ یہ دو عالم سے خفا میرے لئے ہے

☆..... فرمایا: اولئک کتب فی قلوبہم الایمان۔ بھلا اللہ تعالیٰ بچپن سے مجھے نفرت ہے اعداء اللہ سے اور میرے بچوں اور بچوں کے بچوں کو بھی بفضل اللہ تعالیٰ عداوت اعداء اللہ گھٹی میں پلا دی گئی ہے۔ اور بفضل تعالیٰ یہ وعدہ بھی پورا ہوا اولئک کتب فی قلوبہم الایمان بھلا اللہ تعالیٰ اگر میرے قلب کے دو ٹکڑے کئے جائیں تو خدا کی قسم ایک پر لکھا ہوگا لا الہ الا اللہ دوسرے پر لکھا ہوگا محمد رسول اللہ جل جلالہ وصلى اللہ علیہ وسلم۔ (منظر الناقب)

☆..... فرمایا: امام ابن حجر کی رحمتہ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ ایک عالم صاحب کی وفات ہوئی اُن کو کسی نے خواب میں دیکھا پوچھا آپ کے ساتھ کیا معاملہ ہوا فرمایا: جنت عطا کی گئی علم کے سبب نہیں بلکہ حضور اقدس ﷺ کے ساتھ اُس نسبت کے سبب جو کتے کو راعی کے ساتھ ہوتی ہے کہ ہر وقت بھونک بھونک کر بھیڑوں کو بھیڑیے سے خبردار ہوشیار کرتا رہتا ہے۔ جس کو یہ نسبت حاصل ہے اُس کو کسی مجاہدے اور کسی ریاضت کی ضرورت نہیں۔

تجھ سے در در سے سگ اور سگ سے ہے مجھ کو نسبت

میری گردن میں بھی ہے دور کا ڈور تیرا

☆..... فرمایا: ”کئی ہزار کی تعداد میں وہ لوگ ہوں گے جنہوں نے نہ مجھ کو کبھی دیکھا نہ میں نے کبھی اُن کو دیکھا اور وہ روزانہ صبح اُٹھ کر پہلے مجھے کوستے ہوں گے پھر اور کام کرتے ہوں گے اور بھلا اللہ تعالیٰ لاکھوں کی تعداد میں (اور اب کروڑوں کی تعداد) میں وہ لوگ بھی نکلیں گے جنہوں نے نہ مجھ کو دیکھا اور نہ میں نے اُن کو دیکھا اور روزانہ صبح اُٹھ کر نماز کے بعد میرے لئے دعا کرتے ہوں گے۔“

☆..... فرمایا: گالیاں (بد مذہب بد عقیدہ، گستاخ لوگ) جو چھاپتے ہیں اخباروں میں اشتہاروں میں وہ اخبار و اشتہار تو رڈی میں جل کر خاکستر ہو جاتے ہیں لیکن (گستاخوں کو) وہ چٹکیاں جو اُن کے دلوں میں لی گئیں وہ قبروں میں ساتھ جائیں گی اور ان شاء اللہ تعالیٰ حشر میں (ان گستاخوں کو) رسوا کریں گی۔

توین رسالت کے عنوان سے کئی بے ادب، گستاخ، دشمنانِ شان رسالت، نام نہاد مولوی اور لیڈر تقویۃ الایمان، صراطِ مستقیم، تجذیر الناس، براہین قاطعہ، حفظ الایمان وغیرہم گستاخانہ کتب میں اپنے اکابر کی توین آئین عبارت کے خلاف تو صدائے احتجاج بلند نہیں کرتے حالانکہ حسام الحرمین اکابر علماء و فقہاء حرمین شریفین اور الصوارم الہندیہ میں برصغیر کے اکابر اعظم مفتیان کرام ان گستاخانہ عبارت پر حکم شرعی لگا کر امام اہل سنت سیدنا اعلیٰ حضرت قدس سرہ کی تائید و تصدیق فرما چکے ہیں امام ربانی مجدد الف ثانی فرماتے ہیں مسلمان کو مسلمان اور کافر سمجھنا بھی ضروریات دین سے ہے۔

☆☆☆.....☆☆☆.....☆☆☆

﴿فوائد مکیہ﴾

مصنف..... قاری عبدالرحمن کی

نام کتاب..... فوائد مکیہ

قیمت..... 45 روپے

صفحات..... 72

ناشر..... افضل العلوم تعلیم القرآن چکوال

ترتیب..... قاری ذوالفقار احمد برسالوی

حضرت مولانا قاری عبدالرحمن کی کی تصنیف کو آسان ڈھنگ سے قاری ذوالفقار احمد برسالوی صاحب نے مرتب کر کے شائع کروایا ہے۔ اس کتاب کو افضل العلوم تعلیم القرآن چکوال موز سوحا وہ ضلع جہلم نے شائع کرنے کی سعادت حاصل کی ہے۔ اس کتاب کے شائع کروانے میں خصوصی تعاون حاجی فقیر اثر انصاری فیض پوری نے کیا ہے۔

☆☆☆.....☆☆☆.....☆☆☆

غزالی زماں رحمۃ اللہ علیہ کے دو نفل

از قلم: علامہ محمد منشا تابش قصوری، معلم جامعہ نظامیہ لاہور

نوافل قرب الہی کا بہترین وسیلہ ہیں، سید عالم ﷺ نفل پڑھنے کو محبوب جانتے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو تحریریں و تشویق سے نوازا، تابعین کا معمول رہا، محدثین و مفسرین، اولیاء کاملین نے اس نعمت کو حرز جاں بنائے رکھا، ولایت کے مدارج کی تکمیل کا سبب نوافل کو بھی قرار دیا جاسکتا ہے، اللہ تعالیٰ نے معطلین کا ذکر قرآن کریم میں بھی فرمایا اولیاء کرام کی روحانی غذا نوافل ہی ہیں۔ انہیں سکون و اطمینان قلب انہی سے حاصل ہوتا ہے۔ نیند آرام کا ذریعہ ہے مگر سونے والوں کی تعریف خدا اور رسول خدا نے کہیں نہیں فرمائی، گو قرآن کریم میں یہ کلمات طیبات موجود ہیں ہوالذی جعل الہد لتسکونوا فیہ اللہ تعالیٰ ایسی ذات کریم ہے جس نے رات آرام کے لئے بنائی تاکہ وہ اس میں سکون قلب کی دولت حاصل کریں۔

اب آرام و سکون کیسے حاصل ہو؟ ظاہر نہیں تو صرف نیند کو آرام سے تعبیر کریں مگر عشق و محبت کے مدرسہ میں نیند کو آرام کے مترادف ہی خیال نہیں کیا گیا بلکہ مدرسہ عشق کے معلمین و معلمین کے نزدیک تو محبوب حقیقی کی یاد میں شب بیداری کا نام ہی آرام ہے، سکون ہے اطمینان اور دل کا چین ہے۔ حضرت فرید الملت والدین خواجہ شکر علیہ الرحمۃ کی جانب منسوب اسی سکون و اطمینان کا یوں برملا اظہار ہے۔

اٹھ فریدا ستیا جھاڑو دیہہ مسیت

تو ستا رب جاگدا تیری ڈاڈے نال پریت

لاتساختہ سنۃ ولانوم کا کتنا عمدہ بیان ہے، سیدنا امام اعظم، سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی تو چالیس چالیس سال کی شب بیداری کے تذکرے زبان زد عام ہیں مگر ان حضرات کے مقلدین میں بھی ایسی نامور اور وحید العصر شخصیتیں گزری ہیں۔ جنہوں نے عشق الہی اور محبت حبیب خدا میں ہی سکون و اطمینان کی دولت سرمدی کا راز پایا۔ وہ نہ صرف خود دولت بیداری کی لذت سے شاد کام ہوئے بلکہ مخلوق خدا کی رہنمائی کرتے ہوئے اس شب بیداری کی نعمت عظمیٰ کے حصول کا عملی درس دیتے گئے نوافل کی متعدد اقسام ہیں نذر کی تکمیل پر نفل، مسجد

میں داخل ہونے پر نفل کسی نعمت کے حاصل ہونے پر شکرانے کے نفل اور اپنی دنیا و آخرت کے بنانے، سنوارنے پر نفل وغیرہ۔

ہمارے مدد و حق فقیہ اعظم کے مبارک معمولات میں نوافل کچھ اس طرح رچ بس گئے تھے جیسے آپ پیدا ہی ان کے لئے ہوئے ہیں تہجد کا التزام، اشراق و چاشت کی چاہت، سفر و حضر میں آمد و رفت پر نفل، منازل جسمانی و روحانی کی تکمیل پر نفل شکرانے کے نفل اور نوافل سے والہانہ محبت آپ کو سن شعور سے ہی ودیعت فرمائی گئی تھی۔ طالب علمی کا زمانہ بڑا سنہرا ہوتا ہے، طالب علم اپنے آپ کو اس مقام پر خیال کرتا ہے کہ جیسے نماز وغیرہ امور دینیہ کی ادائیگی کی خاص ضرورت نہیں، بس طالب علم ہونا ہی گویا دین پر احسان ہے اور جب اس کے ذہن میں یہ بات راسخ ہو جائے کہ میں وہ ہستی ہوں کہ جس کے پاؤں کے نیچے فرشتے پر بچھاتے ہیں تو اس گمان کے پیدا ہوتے ہی عبادت کو محض فیشن کے طور پر اپنائے گا، یہی وجہ ہے کہ طلباء تو نوافل فرائض کے معاملہ میں بھی مستعد ثابت نہیں ہوتے لیکن فقیہ اعظم کی فطرت میں نوافل سے دلچسپی عشق کی حد تک پہنچی ہوئی تھی حتیٰ کہ دوران سفر گاڑی وغیرہ کے لیٹ ہو جانے کی صورت میں آپ کا محض دوسروں کی طرح لاابالی سے چل پھر کر یا بیٹھ کر انتظار کرنے کی بجائے عمدہ ترین شغل نوافل پڑھنا تھا۔

چنانچہ استاذی الکترم علامہ ابوالضیاء محمد باقر ضیاء النوری رحمۃ اللہ علیہ صدر المدرسین دارالعلوم حنفیہ فریدیہ بصیر پور کا بیان ہے کہ فقیہ اعظم ایک مرتبہ مدینہ طیبہ میں حاضری کے لئے گئے ابھی مسجد نبوی شریف اور گنبد خضراء سے قدرے مسافت پر تھے کہ جس گاڑی پر سوار تھے وہ خراب ہو گئی، تمام مسافر ادھر ادھر بکھر گئے کوئی باتیں کر رہا ہے تو کوئی بازار کی طرف دیکھتا جا رہا ہے فقیہ اعظم علیہ الرحمۃ نے اپنے معمول کے مطابق گاڑی کی ایک سمت مصلیٰ بچھایا اور نوافل شروع فرمادئے آپ کا انداز ادا اتنا پرکشش تھا کہ مدینہ منورہ کا ایک باشندہ آپ کے قریب آیا۔ اسی اثنا میں آپ نوافل سے فارغ ہو چکے تھے وہ خدمت اقدس میں آئے ہی عرض گزار ہوا۔ یا شیخ آپ کو بارگاہ رحمۃ اللعالمین ﷺ میں ماریا بی کی سعادت نصیب ہو رہی ہے جب آپ حضور کی خدمت میں پہنچیں تو میری طرف سے عرض کرنا "یا رسول اللہ! احمد آپ کی خدمت میں سلام عرض کرتا ہے" الغرض جن کی زندگی عبادت سے عبارت تھی جب وصال فرمایا تو "ہل جزاء الاحسان الا الاحسان" کے مصداق لاکھوں انسان آپ کے جنازہ میں شرکت کے لئے اند پڑے تھے۔ ہزاروں علماء اقلیاء، اصفیاء، طلباء، مشائخ کے علاوہ عوام کا ٹھائیں مارتا سندردارالعلوم، مسجد

نوردار الفرقان کے وسیع و عریض صفوں اور چھتوں پر موجود تھا۔ فاذا ذکرونی اذکر کم کار ورج پرورد ایمان افروز نظارہ شاید چشم فلک نے اس سے پہلے کبھی نہ دیکھا ہوگا۔

غزالی زماں، رازی دوراں علامہ الحاج سید احمد سعید صاحب کاظمی علیہ الرحمۃ علالت کے باوجود فقیہ اعظم کے جنازہ میں شمولیت کے لئے ملتان سے بصیر پور پہنچے اعلان ہوا کہ فقیہ اعظم کی نماز جنازہ ملت اسلامیہ کی نامور شخصیت علامہ کاظمی صاحب شیخ الحدیث مدرسہ انوار العلوم ملتان کی اقتداء میں ادا کی جائے گی۔

چنانچہ صفیں درست ہوئیں، صفوں کی درستگی کا معاملہ مخلوق خدا کے ہجوم و ازدحام سے اتنا پیچیدہ تھا کہ الفاظ میں ان مشکلات کو سمویا ہی نہیں جاسکتا مگر اس پیچیدگی کا حل اس عمدہ طریقے سے ہوا کہ فقیہ اعظم کی کرامت ہی قرار دیا جاسکتا ہے ہر ایک شخص اپنی نمناک آنکھوں اور لرزتے ہاتھوں کے اشارے سے صفوں کی درستگی کے لئے اپنے اپنے ساتھی سے کہ رہا تھا، چنانچہ دیکھتے ہی دیکھتے صفیں اس طرح سیدھی ہو چکی تھیں جیسے صراط مستقیم۔

اعلان ہوا حضرات صفیں درست کرنے کے ساتھ ساتھ نماز جنازہ کی نیت کر لیں اور پھر ”اللہ اکبر“ کے کلمات پر سوز آواز میں گونجے یہ آواز لاؤڈ سپیکر کے ذریعے ہر جگہ پہنچ رہی تھی نہایت خشوع و خضوع سے شاپرڈی گئی اور پھر اللہ اکبر کی پرتا شیر آواز سے فضا میں ارتعاش پیدا ہوا۔ درود شریف پڑھا گیا، تیسری بار تکبیر کے ساتھ ساتھ آواز میں درد کی کچھ اور ہی لذت بڑھ چکی تھی۔ ”السلام اغفر لحینا ومیتنا“ کے کلمات منہ سے نکل رہے تھے مگر آنکھیں اب کام کر رہی تھیں، اشکباری کے ساتھ دعا مکمل ہوا چاہتی تھی۔ گو امام و مقتدی سب مسنون طریقہ سے دعا اردو میں پڑھ رہے تھے مگر ہر ایک کی آواز میں فقیہ اعظم کی جدائی کا کرب کانوں سے گھرا رہا تھا ”اللہ اکبر“ چوتھی تکبیر گونجی اور دونوں طرف سلام کی آواز سے دلوں کا سوز چشموں کی صورت میں عوام و خواص کی چشموں سے باہر ابل پڑا۔

فقیہ اعظم کی نماز جنازہ پڑھانے والی عظیم شخصیت غزالی زماں کے شہرہ آفاق لقب سے ممتاز دنیا کو ایک نیا درس دے رہی تھی، چشم فلک نے شاید اس سے قبل یہ منظر نہ دیکھا ہوگا نماز جنازہ کی تکمیل کے ساتھ ہی غزالی زماں اسی مقام پر سجدہ ریز ہو گئے ایک رکعت پوری کی دوسری رکعت کی تکمیل پر سلام پھیرا معتقدین میں سے کسی نے جرات کرتے ہوئے عرض کیا۔

”حضرت! یہ نقل کیسے؟“ (بقیہ صفحہ نمبر ۳۲ پر ملاحظہ فرمائیں)

امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف ”الزلال الانقی من بحر سبقة الاتقی“ کافی اور علمی جائزہ

پروفیسر ڈاکٹر محمد شفاق جلالی، فاضل جامعہ نظامیہ، پی ایچ ڈی پنجاب یونیورسٹی لاہور

☆..... امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ نے عربی نثر نگاری کے میدان میں جو جو ہر دکھائے ہیں اس کی مثال ڈھونڈنے سے نہیں ملتی ہے۔ اس برق رفتار قلم کا نتیجہ یہ ہے کہ آپ نے عربی زبان میں 291 کتب مختلف موضوعات پر سپرد قلم کیں بعض اوقات ایک ہی نشست میں مکمل کتاب لکھ ڈالی لیکن روانی میں کہیں ذرہ برابر بھی فرق نہیں آیا۔

☆..... بارہا ایسا بھی ہوا ہے کہ کثرت کار کے سبب آپ نے دونوں ہاتھوں سے لکھنا شروع کر دیا، دلچسپ بات یہ ہے کہ دونوں قلم سے دو مضمون بیک وقت صفحہ قرطاس کی زینت بنتے اور کسی بے ترتیبی کا شائبہ تک نہ ہونے پاتا۔

☆..... عربی زبان و ادب میں آپ کی اعلیٰ مہارت سے متاثر ہو کر علمائے حرمین شریفین نے نہ یہ کہ آپ کی تصانیف پر تقاریر لکھیں بلکہ آپ سے اسناد و اجازات بھی حاصل کیں۔ الجوہرۃ المضیة پر دروز میں بلیغ شرح النہرۃ الوضیة فی شرح الجوہرۃ المضیة لکھی اس پر تعلیقات و حواشی کا اضافہ بعد میں الطرۃ الرضیة علی النہرۃ الوضیة نام سے لکھا۔

☆..... عرب علماء آپ کی عربی زبان میں مہارت کو دیکھ کر پکاراٹھے:

فوجدتها شذوۃ من عسجد وجوہرۃ وعقود درر وزیر جد قد نظمها بید

الاجادۃ فی سلك اصابة الصواب۔

یہ تو خالص سونے کی ڈلی ہے یا یا قوت و زبرد اور موتیوں کی لڑیوں کا دانہ ہے جسے قابل قدر ہاتھوں نے صراط مستقیم کی لڑی میں پرو دیا ہے۔

☆..... امام احمد رضا علیہ الرحمۃ کو عربی زبان کا ذوق ہی نہیں بلکہ اس سے عشق تھا کیونکہ یہ لسان القرآن اور لسان النبی علیہ الصلوٰۃ والسلام ہے۔ عربی زبان سے بے پناہ لگاؤ کا اندازہ اس بات سے بھی ہوتا ہے کہ آپ نے اپنے ہر رسالہ بلکہ تحریر کا ہر خطبہ عربی میں تحریر کیا خواہ وہ رسالہ

عربی میں تحریر کیا گیا یا فارسی میں۔

☆.....اپنے ہر رسالے کا نام، اس کے سن تحریر کی مناسبت سے عربی میں ہی لکھتے تھے۔ ہر رسالہ کا اس کے موضوع کے اعتبار سے خطبہ تحریر کرتے ہیں۔

☆.....آپ ایک بہترین ادیب تھے آپ کی عربی زبان و ادب میں مہارت اور برجستگی کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ جن علمائے عرب نے آپ سے کسی مسئلے پر استفسار کیا تو آپ نے فی الفور عربی زبان میں اس مسئلے کے جواب میں جو اپنی عدیم الشال رائے پیش کی اس کی ایک تاریخی حیثیت ہے۔ آج وہ جواب الدولة المکیة بالمادة الغیبیة، کفل الفقہ الفہم فی احکام قرطاس الدہام کی صورت میں عربی زبان و ادب کا ایسا شاہ پارہ ہیں جو باب علم و دانش پر مخفی نہیں۔

☆.....عربی زبان میں برجستگی کا عالم یہ تھا کہ بہت زود نویس چار آدمی نقل کرنے بیٹھتے اور امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ ایک ایک ورق تصنیف فرما کر نقل کرنے کو مرحمت فرماتے۔

☆.....امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ جہاں ایک عظیم فقیہ، مفتی، محدث و مفسر تھے وہاں وہ اردو، فارسی اور عربی زبان و ادب پر بھی یکساں عبور رکھتے تھے عربی زبان و ادب میں ان کی مہارت کا یہ عالم تھا کہ ان کی عربی تحریروں کو دیکھ کر اہل عرب کو یقین نہیں آتا تھا کہ یہ ہندی نژاد عالم یا ادیب کی تحریر ہے۔

☆.....امام احمد رضا رحمۃ اللہ نے ترجمہ کے علاوہ قرآن کی تفسیر بھی لکھی ہے اس میں نکتہ آفرینی سے کام لیا ہے۔ اس سلسلے میں بعض اہم عربی تفاسیر پر آپ کے حواشی اور بعض آیات قرآنیہ کی تفسیر موجود ہے۔ حاشیہ تفسیر درمنثور..... حاشیہ الاقان فی علوم القرآن..... حاشیہ تفسیر خازن..... حاشیہ تفسیر بیضاوی۔

☆.....بعض آیات پر مستقل تفسیر لکھی۔

انوار العلم فی معنی ميعاد استجب لکم..... انباء الحی ان کلامہ المصنوع

تبیان لکھل شے..... النفع الفاتحة من مسک سورة الفاتحة..... الزلال

الانقی من بحر سبقة الاتقی۔

☆.....یہ مخطوط ”الزلال الاقنی“ جس کو ہم نے تحقیق علمی اور درمست نقدیہ کے لئے منتخب کیا اس کا موضوع فضیلت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہے۔ اس سے قبل یہ مخطوط تحقیق و ترمین کے زیور

سے آراستہ نہیں ہوا۔ اس کی بعض خصوصیات اور ادبی محاسن کا ذکر ذیل میں کیا جاتا ہے۔

مخطوط کے نسخ

اس مخطوط کے تین نسخہ جات ہیں جن کو بندہ ناچیز ایڈٹ کیا ہے اور ان کا نقلی جائزہ لیا ہے۔
۱..... ایک نسخہ جو کہ مؤلف کے اپنے ہاتھ کا لکھا ہوا ہے۔ وہ محدث اعظم پاکستان مولانا سردار احمد رحمۃ اللہ علیہ کی لائبریری میں فیصل آباد موجود ہے۔ یہ نسخہ علامہ جلال الدین قادری رحمہ اللہ (مصنف تفسیر احکام القرآن) کھاریاں کے ذریعے حاصل ہوا۔

۲..... دوسرا نسخہ ادارہ تحقیقات امام احمد رضا کراچی انٹرنیشنل کی لائبریری میں ہے جو صاحبزادہ سید وجاہت رسول قادری دامت برکاتہم العالیہ کے ذریعے حاصل ہوا۔

۳..... تیسرا نسخہ جو بریلی شریف سے مطبوع ہے اور جو مفتی اختر رضا خان بریلوی دامت برکاتہم العالیہ کے ترجمہ کے ساتھ طبع ہوا یہ نسخہ شیخ الحدیث علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری رحمہ اللہ کے ذریعے حاصل ہوا۔

☆..... اعلیٰ حضرت نے اپنی کتاب کو ایک خطبہ دو مقدمات، تین شہادت اور ایک خاتمہ پر تقسیم کیا ہے۔ پہلے مقدمہ میں سورہ حجرات کی آیت نمبر ۱۳ کی تفسیر کی ہے اور دوسرے مقدمہ میں سورہ والیل کی آیت نمبر ۲۱ تا ۲۴ کی تفسیر بیان فرمائی۔ اس کے بعد تفسیلیہ کے تین بڑے اہم شہادت نقل کئے ہیں اور ان کا دلائل نقلیہ، عقلیہ، منطقیہ، فلسفیہ اور بلاغیہ سے مسکت جواب دیا ہے اور خاتمہ میں مسئلہ تفصیل کے قطعی یا ظنی ہونے پر گفتگو فرمائی ہے اور اقوال مفسرین، محدثین اور متکلمین ذکر کرتے ہوئے ان اقوال کے درمیان تطبیق کی ہے۔

☆..... اس کتاب کی یہ بھی خصوصیت ہے کہ مؤلف نے اس عظیم الشان کتاب کو صرف پانچ دن میں تحریر فرمایا ہے۔ مؤلف خطبہ کتاب میں فرماتے ہیں:

فاختلست الفرصة خمسة ايام من آخر الشهر المبارك ذي الحجة الحرام

حتى جاءت بحمد الله كما تروق الناظر۔

☆..... کتاب کا نام اس انداز سے ترتیب دیا ہے کہ اپنے موضوع پر دلالت بھی کر رہا ہے اور سن تالیف ۱۳۰۰ھ بیان بھی کر رہا ہے۔

☆..... یوں تو پوری کتاب ہی فصاحت و بلاغت کا ایک بحر ہے مگر اس کے لیکن خطبہ کتاب

فصاحت و بلاغت کا ایک عظیم شاہکار ہے۔

☆..... اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ نے خطبہ میں حمد و ثناء صلوٰۃ و سلام کے بعد جس انداز میں برکتہ استہلال کا اظہار فرمایا ہے اس کا جواب نہیں۔ آپ نے خطبہ میں کتاب لکھنے کا پس منظر، کتاب کے بارے میں استخارہ کرنے، کثرت مشاغل، عدم فرصت اور کتاب کی اہمیت کو بڑے خوبصورت اور احسن پیرائے میں بیان فرمایا ہے۔ اور اس وقت کتب تقاسیر کی عدم دستیابی کا ذکر بھی کیا ہے اور اس حقیقت کو بھی بیان کیا ہے کہ آپ کی علوم و دینیہ میں یہ پندرہویں تصنیف ہے۔

☆..... اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ نے اسی موضوع یعنی تفصیل شیخین پر اپنی جلیل القدر کتاب مطلع القمرین فی ابانۃ سبۃ العمرین کا بار بار ذکر فرمایا ہے۔

☆..... اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ نے اپنے والد گرامی اور اپنے دادا جان کا بڑے خوبصورت اور ادبی انداز میں تعارف کراتے ہوئے جو اپنے اشعار نقل کئے ہیں ان میں جس انداز کے ساتھ تشبیہات کنایات استعارات استعمال فرمائے ہیں وہ آپ کی عربی شاعری پر مہارت تامہ کا پتہ دے رہے ہیں۔ ان اشعار کو پڑھیے اور حظ لیجئے۔ اپنے والد گرامی حضرت مولانا تقی علی خان کے بارے میں اشعار یوں نقل کیے ہیں:

فواللہ لم یبلغ ثنائی کمالہ ولكن عجزی غیر مدحی لمالہ
قد البحر لولا ان للبحر ساحلا وذا البلد لولا البلد یغشی مالہ
اور اپنے دادا جان حضرت مولانا رضا علی خان رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں اشعار یوں نقل کئے ہیں:

اذا لم یکن فضل لما النفع بالنسب وهل یصطفی خبث وان کان من ذہب
ولکننی ارجوا الرضا منک یروضنا انت علی فازولی یاعلی الرتب
آخری اشعار عربیوں کے اس شعر کی شکل ہے:

اذا کان الطباء طباء سوء فلا ادب یفید ولا ادیب
یہ کتاب مسئلہ تفصیل کو بڑی تفصیل کے ساتھ واضح کرتی ہے اور اس موضوع پر اٹھنے والے ہر سوال کا شافی جواب دیتی ہے بنیادی طور پر یہ کتاب جیسا کہ اس کے نام سے واضح ہے اٹھنی کی تفسیر پر مشتمل ہے جس سے اجماعی طور پر مراد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔ اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ نے اس کتاب میں جہاں قرآن و احادیث اور اجماع امت کی روشنی میں مسئلہ تفصیل کو واضح

کیا ہے وہاں ضمناً پورے تفسیری مواد کا ناقدانہ جائزہ بھی لیا ہے اور اس پر ایک مختصر مگر جامع تبصرہ بھی فرمایا ہے۔ کتب سیرت پر بھی ایک طائرانہ نظر ڈالی ہے اور واضح کیا ہے کہ کتب تفسیر میں جس طرح ہر چیز قابل قبول نہیں اسی طرح کتب سیرت میں بھی دقیقہ فطری کی ضرورت ہے اور جانچ پڑتال کے بغیر کسی واقعہ کو قبول نہیں کیا جاسکتا۔

☆..... اس کتاب میں اعلیٰ حضرت نے فتویٰ نویسی کے اصول بیان کرتے ہوئے یہ واضح کیا کہ جب تک کوئی مفتی کثرت مراجعت، ثقہ فقہاء کی مجالس میں حاضری اور بڑے اساتذہ فن کی صحبت میں ایک زمانہ نہیں گزارتا وہ اس فن میں کامل نہیں ہو سکتا اور یہ واضح کیا ہے کہ متون فقہ سے بہت سارے مفتی دھوکا کھا جاتے ہیں اور وہ مقید کو مطلق سمجھ بیٹھتے ہیں اس سلسلہ میں اپنے زمانہ کے بعض معروف مشائخ الیہ مفتیوں کے آٹھ غلط فتویٰ کی نشان دہی بھی فرمائی۔

☆..... آپ نے اس کتاب میں جب اسماء الرجال پر گفتگو کرتے ہیں تو اس فن کے ماہر نظر آتے ہیں ابوعبیدہ عمر بن شہر آشوب المعروف لغوی جس نے اٹھنی کا معنی تقی کیا پر گفتگو کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

کیف تترك ظاہر قول اللہ تعالیٰ بقول رجل لا یكون معصوما
ولا صحابیا ولا تابعیا بل ولا سنیا۔

مفسرین کا تعاقب

امام احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ کی اجتہادی صلاحیتوں اور فکر رسا کی داد دیے بغیر نہیں رہا جاسکتا کہ صرف اٹھائیس برس کی عمر ہے اور وسعت مطالعہ اور دقت نظر کا یہ عالم ہے کہ امام فخر الدین رازی، امام علامہ قاضی بیضاوی اور شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کا تعاقب کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ امام بیضاوی کے بارے میں فرماتے ہیں: اذ ذل قلمہ
امام ابوبکر محمد بن طیب باقلانی کے بارے میں فرماتے ہیں:

کیف تمسک ہننا بالمفہوم مع انه یخالف الثمتہ۔
شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی نے فرمایا: اٹھنی کو تقی کے معنی میں لینا عربی زبان کے خلاف ہے۔ اور قرآن تو عربی زبان میں اترا۔ امام احمد رضا علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں: میں کہتا ہوں اور توفیق اللہ تعالیٰ سے ہے ربی وہ بات جو شاہ صاحب نے ذکر اٹھنی بمعنی تقی ہونا ممنوع ہے کیا تم نہیں دیکھتے اللہ کا فرمان:

هو الذی یبدو الخلق ثم یعمده وهو اھون علیہ۔

یہاں اھون بمعنی ھین ہے۔

علم و ادب کا ایک جہاں آباد ہے الفاظ کا انتخاب، بر موقع تراکیب اور بر محل، برجستہ ضرب الامثال کا استعمال عربی زبان و ادب اور عبارت کے زیر و بم اور مدر جزر سے خوب آگئی، اس کتاب کی زینت ہیں۔ مصنف نے یہ کتاب صرف ۲۸ برس کی عمر میں لکھی لطف کی بات یہ ہے کہ خود اس کتاب کا تعارف کرواتے ہوئے فرماتے ہیں: فھذہ ان شاء اللہ منحة عالیہ النہ مذکورہ عبارت میں درج ذیل منائع پائی جاتی ہیں: منائع لفظیہ۔ (۱) جناس مضارع۔ (۲) جناس لاحق۔ (۳) تجنیس تام۔ (۴) تجنیس خط۔ (۵) تخیل ترصیع۔ (۶) کج متوازی۔ (۷) المتوازی۔ (۸) لزوم بالایزیم اعنات، تشدید، التزام۔

منائع معنویہ: (۱) الطباق، التصاد۔ (۲) ملحق بالتصاد۔ (۳) التقسیم۔ (۴) مراعاة الطیر۔ (۵) التضمن والافتقار۔

☆..... یہ کتاب گراں قدر عطا اور بیش بہا متاع اور ربانی رحمت ہے نہ کہ شیطانی وسوسہ، اور یہ اوراق دیکھو تو تھوڑے ہیں اور انہیں یاد کرو تو گرانقدر ہیں اور پڑھو تو آسان اور سمجھو تو سہل، اور انصاف کرو تو سنواریں اور تہ سب برتو تو جدار ہیں، اور یہ جنات عالیہ ہیں جن کے خوشے جھکے ہوئے ہیں، ان میں اونچے تخت ہیں اور چنے ہوئے کوزے اور قالین بچکے ہوئے اور چاند نیاں ہیں پھیلی ہوئی، اس کی ضیا فضلاء کو مقبول و منظور اور اس کی زینت یہ ہے کہ اہل حسد اسے قبول نہ کریں اس میں سب باغوں کے ہر قسم کے پھل ہیں۔ تحقیق کے انکور اور تدقیق کی تروتازہ کھجور اور حقائق کے ناریل اور دقائق کے بادام، یہ اپنے پھل دوبارہ بتی ہے ایک بار سنوں کے لئے ایسا پھل جو شہد کی طرح بیٹھا ہو اور دوسری بار گراہوں کے لئے ایسا پھل جو ان کے لئے مہلک زہر ہو۔ اس میں حکمت کے چشمے ہیں جو سبیل کی حکایت کر رہے ہیں، اگر تو سیرابی چاہتا ہے تو اٹھ راستہ تلاش کر۔

سیرت نگاری کے اصول

کتب سیرت میں بعض واقعات ایسے داخل کر دیئے گئے ہیں۔ اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں جن کی وجہ سے انبیاء علیہم السلام کی عظمت پر حرف آتا ہے۔ آپ نے، نہ صرف ان کی نشاندہی فرمائی بلکہ ان کتب سیرت کا بھی ذکر فرمایا جن میں ان واقعات کا رد موجود ہے مثلاً دلائل النبوة امام بیہقی، قاضی

عیاض کی شفاء، امام خفاجی کی نسیم الریاض، ملا علی قاری کی شرح شفاء، امام قسطلانی کی مواہب اللدنیہ

☆..... اعلیٰ حضرت کی یہ کتاب مختلف علوم و فنون جیسے اصول تفسیر، اصول حدیث، فقہ، اصول فقہ، علم الکلام، علم العقائد، فن اسماء الرجال، علم منطق اور تطبیق بین المتعارضین، علم مناظرہ، علم جرح و تعدیل اور آئمہ کبار سے اختلاف کا متواضع انداز کا ایک بہترین نمونہ ہے۔

☆..... یہ کتاب اس ایک اہم اور بنیادی مسئلہ تفصیل پر بحث کرتی ہے اور اس موضوع پر لکھی گئی پہلی تمام کتب کی لفظاً و معناً جامع ہے۔

☆..... اس بات میں کوئی شک و شبہ نہیں ہے کہ مصنف کو انشاء و ادب میں مہارت تامہ حاصل ہے جیسا کہ مصنف نے اس کتاب کی ابتداء میں اپنا اپنے والد گرامی اور اپنے دادا جان کا نام بڑی مہارت سے خطبہ کا حصہ بنا دیا ہے۔

علمائے عرب و عجم نے اس موضوع پر قیمتی کتب تصنیف کی ہیں چند ایک کا ذکر درج ذیل ہے:

☆..... عمدة التحقيق فی بشائر آل الصديق، شیخ ابراہیم المالکی

☆..... فضائل الصديق للعشدری۔

☆..... جب ہم ان کتب پر طائرانہ نظر ڈالتے ہیں تو یہ حقیقت کھل کر سامنے آتی ہے کہ ان مصنفین نے اپنی وسعت و استطاعت کے مطابق موضوع کا حق ادا کرنے اور قارئین تک وافر معلومات پہنچانے کی گرانقدر سعی کی ہے۔ لیکن اعلیٰ حضرت کی مذکورہ کتاب جہاں علم و آگہی کا نایاب سرمایہ ہے اور عرب و عجم میں اس موضوع پر لکھی گئی کتب میں سے منفرد اور ممتاز مقام کی حامل ہے یہ عربی زبان و ادب کا ایک حیرت انگیز نمونہ بھی ہے اور علوم و فنون کا ایک پرکشش مخزن بھی۔ مختصر یہ کہ مذکورہ موضوع کے حوالے سے اس جیسی کتاب اس سے پہلے لکھی گئی نہ ہی بعد میں جیسا کہ مؤلف نے خود اس ضمن میں فرمایا:

حتى جاءت بحمد الله كما تروق الناظر وتجلوا البصائر۔ النہ

یہاں تک کہ یہ کتاب بحمد اللہ ایسی ظاہر ہوئی جیسی کہ تم دیکھتے ہو جو دیکھنے والے کو خوش کرتی بصیرتوں کو جلا بخشتی ہے، اور ایسے خوشتر معانی (جو کانوں سے گرائے) سے پردے ہٹاتی ہے جو خوبان بے نیاز آرائش کے چہرے ہیں اور تحقیق کی نفیس صورتیں اور تدقیق کی دلنشین ہیں جہیں مجھ سے پہلے کسی آدمی نے چھو نہ کسی جن نے۔

☆..... اگر اس کتاب کو ادبی پہلو سے دیکھا جائے تو یہ ادبی شہ پاروں کا ایک گنجینہ ہے اس

کی عبارات کی دھنک میں عمدہ تشبیہات اور نفیس استعارات کے ایسے رنگ بھرے ہوئے ہیں جو قلب و نظر میں عجیب تاثیر پیدا کرتے ہیں اور قاری کے اندر ایک فکری تحریک پیدا کرتے ہیں۔ اعلیٰ حضرت نے ایسے مترادفات کا استعمال بکثرت کیا ہے جو تعبیر حقائق اور تبیین دقائق میں اہم کردار ادا کرتے ہیں اعلیٰ حضرت نے مسلم بیانات کے باغیچوں سے استدلال کی کلیاں لے کر اس گلدستہ دانش میں سجادی ہیں۔ یہ کتاب فنی اور لغوی دولت سے مالا مال نظر آتی ہے۔

☆..... اس کتاب کا محور اور اس کی تمام تر عبارات کا مٹاف آیات کریمہ:

ان اکرمکم عند اللہ اتقکم اور وسع جنہا الاتقی الذی یؤتی مالا یتزکی میں مذکورہ آتی کا معنی بیان کرتا ہے۔

☆..... اعلیٰ حضرت نے قرآن وحدیث سے مؤید دلائل اور مسکت عقلی اور منطقی براہین سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی افضلیت ثابت کی ہے۔ یہ کتاب جہاں اس باب میں فصل الخطاب ہے وہاں اپنے مصنف کی تبحر علمی، ذہانت و فطانت، ژرف نگاہی، وسعت مطالعہ اور قوی قوت استدلال کا منہ بولتا ثبوت بھی ہے۔

☆..... اعلیٰ حضرت نے اگرچہ اختصار کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑنے دیا لیکن موضوع کا حق ادا کر دیا ہے یہ کتاب فصاحت و بلاغت اور شستہ اسلوب کا حسین مرقع ہے۔

☆..... یہ کتاب علمی جواہر کا خزینہ ہے اور ادب عربی کی کئی انواع پر مشتمل ہے جیسے علم صرف علم استحقاق، علم نحو، علم لغت اور علم بدیع۔

☆☆☆.....☆☆☆☆☆☆☆

﴿بقیہ..... غزالی زماں رحمۃ اللہ علیہ کے دو نفل﴾

علامہ کاظمی علیہ الرحمہ لڑتے ہوئے ہونٹوں اور انگلیاں پلکوں کی کیفیت میں ارشاد فرماتے ہیں: ”اس عظیم نعمت کے حصول پر کہ فقیر اعظم علیہ الرحمہ کی نماز جنازہ پڑھانے کی سعادت عظمیٰ فقیر کو نصیب ہوئی۔ میں کہاں اور فقیر اعظم کی ذات ستودہ صفات کہاں۔“

آہ! جب راقم اس مضمون کی یہ طور درج کر رہا ہے فقیر اعظم کی ذات والا برکات کی نماز جنازہ پڑھانے والی شخصیت بھی ہمیں دارغ مفارقت دے گئی اور سنیت یتیم ہو کر رہ گئی ہے مسلک حق کو جن پر ناز تھا وہ باغیاں نہ رہے۔

خدا رحمت کنند این عاشقان پاک طینت را

تہذیب جدید..... حق و باطل کے اختلاط کی گھٹاؤنی سازشیں

تحریر: احسن عریاض محمد، لاہور

اٹھا کر پھینک دو باہر گلی میں
نئی تہذیب کے اٹلے ہیں گندے

جدید تہذیب نے جہاں ہمارے بہت سارے اطوار کو بگاڑ کے رکھ دیا ہے، وہاں اس کی نحوست سترہ سے ہمارے کچھ محکم اور مسلم انکار بھی متاثر ہو کر رہ گئے ہیں۔ اس بے لگام تہذیب نے چند مفول طرز کے ناچار تحائف بھی ہمیں عطا کیے ہیں، جنہیں ہمارا آزاد خیال (Liberal Newtal) طبقہ حرز جاں بنائے ہوئے ہے۔ یہ وہی طبقہ ہے جس کی ترجیح اول دنیا دہانیا ہوئی ہے، دین کو وہ دوسرے نمبر پر رکھتے ہیں اور ایک گروہ بے دینوں (Seculars) کا ہے، جس کا سرے سے دین کے ساتھ کوئی تعلق ہی نہیں۔ وہ تو اس سے بہت آگے کی بات کرتا ہے، جب کہ ہیں یہ دونوں ہی ایک آدے کے برتن۔ ستم ظریفی یہ کہ دین کے خلاف فکری ان گھٹاؤنی سازشوں کو یہ لوگ ”روشن خیالی“ کا نام دیتے ہیں اور اپنے تئیں مہذب ہونے کا دعویٰ بھی کرتے ہیں۔

’مہذب‘ طبقے کے وہ اصول یہ ہیں:..... ”کسی کو کچھ نہ کہو!“..... ”سب ٹھیک ہیں، کوئی غلط نہیں۔“..... ”جو جس طرف لگا ہے، ٹھیک لگا ہے۔“..... ”آپ حق بیان کر دو، باطل خود بہ خود ختم ہو جائے گا۔“..... ”کسی کو چھیڑ نہیں، اپنا چھوڑ نہیں!“ وغیرہ

ان نظریات کو رائج کرنے کے لیے میڈیا کے ڈور درساں اور ڈوڈا اثر ذرائع کو استعمال میں لایا جا رہا ہے۔ چارونا چار ہر بناور ایمان اور ناقص اھل کو انھیں قبول کرنا پڑتا ہے۔ ظلم کی انتہا ہو گئی! جب کچھ حق پرستوں نے اپنی زندہ عمیری کا ثبوت دیتے ہوئے باطل کی اس دعوت کو ٹھکرایا تو فرائض وقت نے قانون کے ڈھڑے کا ناجائز استعمال کر کے اُن کے وجود کو ٹھیس پہنچانے کی ناپاک کوشش کی، اگرچہ وہ اپنی اس جسارت میں اپنے اہداف مقاصد کو حاصل نہ کر سکے۔

نظریات جدیدہ کو برحق ثابت کرنے کے لیے کئی ایک مجہول تاریخی واقعات سے دلیلیں پکڑی جاتی ہیں، کچھ حالیہ تقاضوں کو بھی عذر بنا کر پیش کیا جاتا ہے، لیکن بعض اُن دیکھے، اُن سنے اور اُن ہوئے مفروضے بھی قائم کر کے اُن سے مثالیں اخذ کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ (یہ موضوع طویل تر تفصیل کا متقاضی ہے۔ ان شاء اللہ آئندہ کسی موقع پر بیان کیا جائے گا)

ان خانہ زاد خود ساختہ اصولوں میں ہر غلط مسلک فکر سے تعلق رکھنے والوں کو اس کی آشنا نظر آتی ہے۔ ظاہر ہے کہ قوم کو انھی پر عمل درآمد کروا کر ہی تو ہر کوئی اپنے آپ کو احتساب کرنے والوں سے بچا سکتا ہے اور اس میں کوئی شک نہیں کہ وہ ہر کوئی اپنے مقصد میں پوری طرح سے کام یاب ہے۔

لیکن کوئی سلیم الفطرت، کامل العقل شخص ان ایسے منافقانہ اصولوں کی کسی صورت اجازت نہیں دے سکتا، کیوں کہ حق اور باطل دو الگ الگ وجود ہیں؛ ایک حق ہے اور ایک باطل اور ان میں اتحاد کسی طور ممکن نہیں ہے۔ یہی بنیاد ہے ”دوقومی نظریہ“ کی اور یہی اسلام کا قانون ہے۔

اللہ تبارک و تعالیٰ کا ازل سے یہ فیصلہ رہا ہے کہ وہ حق و باطل کے درمیان ہمیشہ امتیاز ظاہر فرمائے گا اور اُس نے اپنے فضل سے حق میں اتنی طاقت رکھ دی ہے کہ اُس حق کی طاقت سے ہی باطل کو شکست دلائے گا۔ وہ حق کو ظاہر کرے گا، لیکن باطل کو دفع بھی ضرور فرمائے گا۔ جہاں حق کا بول بالا فرمائے گا، وہاں باطل کا منہ کالا بھی فرمائے گا۔ حق میں باطل کی آمیزش اُسے قطعاً گوارا نہیں۔ حق کے ساتھ اُس کی تائید ہے، باطل پر اُس کی پشکار ہے۔ اُس نے اپنی کتاب فرقان میں کھلے لفظوں میں اپنا اہل فیصلہ سنا دیا ہے۔ وہ فرماتا ہے:

جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا۔

(پارہ: 15 سورة الاسراء: 81)

”حق آیا اور باطل مٹ گیا، بے شک باطل کو مٹنا ہی تھا۔“

اور فرماتا ہے:

يُرِيدُ اللَّهُ أَنْ يُخَيِّقَ الْحَقَّ بِكَلِمَاتِهِ وَيَقْطَعَ دَابِرَ الْكَافِرِينَ * لِيُخَيِّقَ الْحَقَّ وَ يُبْطِلَ الْبَاطِلَ۔ (پارہ: 9 سورة الانفال: 7-8)

”اللہ چاہتا ہے کہ اپنے کلمات سے حق کو ثابت فرمادے اور کافروں کی جڑ کاٹ دے، تاکہ حق کو حق اور باطل کو باطل ثابت کر دے۔“

اُس نے اپنے نبی ﷺ کے اصحاب کرام کی ایک محبوب صفت قرآن میں یہ بھی بیان فرمائی ہے:

الَّذِينَ مَعَهُ أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَرِ رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ۔ (پارہ: 26 سورة الحج: 29)

”اُن (محمد ﷺ) کے ساتھ والے کافروں پر سخت ہیں اور آپس میں نرم ولی۔“

پھر اللہ جل شانہ ”قرآن کریم“ میں اپنی ایک پسندیدہ قوم کا تذکرہ فرما کر اُن کا وصف عالی یوں بیان فرماتا ہے:

أَذِلَّةٌ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ أَعِزَّةٌ عَلَى الْكَافِرِينَ۔ (پارہ: 6 سورة المائدة: 54)

”مسلمانوں پر نرم اور کافروں پر سخت۔“ (کنز الایمان فی ترجمہ القرآن)

آخر میں قصہ تمام کر دیا۔ فرمایا:

لَكُمْ دِينُكُمْ وَلِيَ دِينِ۔ (پارہ: 30 سورة الكافرون: 6)

”(اے قوم کفار!) تمہارے لیے تمہارا دین اور ہمارے لیے ہمارا دین ہے۔“

اب فیصلہ کیجیے قرآن نے تو جہاں احقاق حق کیا ساتھ ہی ابطل باطل بھی کیا تو وہ تعلیم کیوں کر دُرست ہو سکتی ہے، جو سر اسر قرآن کے خلاف ہو.....؟

پھر اس نئی تہذیب کا ناس ہو، اس نے تو ہمیں یہ پٹی بھی پڑھا دی:

”کافر کو کافر نہ کہو! (ہو سکتا ہے، وہ بعد میں مسلمان ہو جائے)“

یعنی پھر تو مسلمان کو مسلمان بھی نہ کہو! (ہو سکتا ہے، زندگی کے کسی نہ کسی حصے میں وہ۔ معاذ اللہ۔ کافر ہو جائے) اور اسی طرح دیگر مذاہب والوں کو بھی!

لیکن قرآن میں اللہ تعالیٰ نے جس جس جگہ کافر کو مخاطب کیا، کافر ہی کہا اور مسلمان کو مخاطب کیا، تو ”مسلمان“ ہی کہا اور ویسے بھی ہمارا سوال ہے کہ کافر کو کافر نہیں کہیں گے، تو پھر کیا کہیں گے؟ شاید جواب یہ ہو کہ ”انسان کہیں گے۔“

جی ہاں! یقیناً یہی جواب ہوگا اور یہی وجہ ہے کہ آج کل انسانیت کا نام لے کر مذہب کی پہچان ختم کی جا رہی ہے۔ اسی لیے تو یہ نعرہ لگایا جاتا ہے:

”انسانیت پہلے، مذہب بعد میں!“

مگر بھہر اللہ و بفضل تعالیٰ ہم مسلمانوں کے لیے سب سے پہلے مذہب ہے، کیوں کہ مذہب ہی مقام انسانیت سے صحیح طرح روشناس کراتا ہے۔

اور سنیں..... کہ اس قول کا ورد کرنے والے خود اپنے ہی جال میں پھنسے ہوئے ہیں۔ ذرا غور فرمائیں کہ ”کافر کو.....“ میں کافر کس کو کہا جا رہا ہے؟ اُسی کو تو..... جس کو کافر نہ کہنے کا کہا جا رہا ہے۔ یعنی خود کافر کہیں، لیکن اوروں کو منع بھی کریں۔ واہ ایہ کیسی دانش مندی ہے!

اور لطیفہ یہ ہے کہ تہذیب جدید کی ’فحش فہنیت‘ کی کھوکھلا ہٹ اسی سے آشکارا ہو جاتی ہے

کہ اس فکر کا درس دینے والے اپنے نہ ماننے والوں کو اپنے ہی اصولوں کے برعکس متعصب، 'محدود الذہن' اور قد امت پرست ہونے کا طعنہ بھی دیتے ہیں۔ ہم اس تہذیب کا ڈھنڈورا پیٹنے والوں سے پوچھتے ہیں کہ بتاؤ! جب کوئی غلط ہے ہی نہیں، سب ٹھیک ہیں، تو پھر نہ ماننے والے کیسے غلط ہو گئے!!..... اور اگر کوئی غلط ہے بھی، تو بس آپ حق بیان کر دو، باطل خود ہی ختم ہو جائے گا!!!

یہ ہے اس سوچ کی اصلیت.....!!!

لہذا اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے دین اسلام کے ابدی اصول جو ہمیں بتا دیے ہیں، وہی پختہ اور غیر متزلزل اور قیامت تک کے ہر دور کے تقاضوں کو پورا کرنے والے ہیں۔ اُن کو اپنانے میں ہی ہم سب کی بھلائی ہے۔

یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اس قسم کے جتنے گم راہ کن نظریے اختراع کیے جا رہے ہیں، جن کے باعث امت مسلمہ 'تصلب فی الدین' جیسی قیمتی نعمت سے محروم ہو رہی ہے، جی تو دین ایک 'سستا مال' بن چکا ہے، آخر اسلام اور مسلمانوں کے خلاف ایسے خطرناک پروپیگنڈوں کے پیچھے کس کا ہاتھ ہو سکتا ہے؟

تو سنئے! ہم یہ بات پورے وثوق سے کہہ رہے ہیں کہ ایسی تمام قسم کی سازشیں تیار کرنے والے اور کوئی نہیں، صرف اور صرف مرزائی، قادیانی اور دوسرے بد عقیدہ فرتے ہیں، جو کفر کی ملی بھگت سے یہ مشن پھیلا رہے ہیں۔ یہ لوگ صہیونی اور دیگر طاغوتی طاقتوں کے دستِ شفقت کے نیچے پلتے بڑھتے ہیں، اُن کی شہ پر سازشیں تخلیق کرتے ہیں اور انہی کے آشیر باد سے اسلام کی جڑیں کاٹتے ہیں۔ ان کی سب سے بڑی چال یہ ہے کہ یہ اپنے آپ کو 'مسلمان' کہتے ہیں، جب کہ در پردہ کفر کے لیے کام کر رہے ہوتے ہیں۔

اب کچھ تھوڑا سا مغربی تعلیم کے نتائج پر بھی ماتم کر لیجیے! یہ مفلوج تعلیم بھی کیا گل کھلا رہی ہے۔ سرسید احمد خاں (علی گڑھی) جنہیں بر عظیم پاک و ہند میں علم، شعور اور انقلاب کا خدا مانا جاتا ہے، ذرا دیکھیے! وہ قوم کو مرزائیت (جو اس وقت پورے عالم اسلام اور تمام سچے مسلمانوں کے لیے سب سے بڑا چیلنج ہیں) کے بانی مرزا غلام احمد قادیانی کذاب کے متعلق کیا سبق دے رہے ہیں۔ لکھتے ہیں:

"مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے پیچھے لوگ کیوں پڑے ہوئے ہیں۔ اگر ان کے

نزدیک ان کو الہام ہوتا ہے، بہتر! ہم کو اس سے کیا فائدہ؟ نہ ہمارے دین کے کام کا ہے، نہ دنیا کے۔ اُن کا الہام اُن کو مبارک رہے۔ اگر نہیں ہوتا اور صرف ان کے توہمات اور زلل و ماغ کا نتیجہ ہے، تو ہم کو اس سے نقصان نہیں ہے۔ وہ جو ہوں، سو ہوں، اپنے لیے ہیں۔"

(مخطوطہ سرسید مرزا سید اس مسودہ صفحہ 256)

'سرجی! کیوں مفلوج فکر سے افراد ملت کو غنٹ بٹا رہے ہیں!

اس کا مطلب یہ ہوا کہ مرزا صاحب اور اُن کے ساتھ ساتھ ہر کس و نا کس کو کلی چھٹی ہے کہ وہ آزادانہ جو چاہے، کرتا پھرے۔ باطل سوچ والا اپنے کفر کی کھلے عام تبلیغ کرے، مرزا صاحب نبوت کا دعویٰ کریں، اللہ و رسول کی گستاخی کریں، قرآن و حدیث کی توہین کریں، شعائر اسلام کا مذاق اڑائیں، دین اسلام کی دھجیاں بکھیریں اور دنیا کا کوئی بداصل بد نسل اسلام کے ساتھ کچھ بھی سلوک کرے، ہمیں کوئی ضرورت نہیں کہ خواہ مخواہ اُس کے خلاف آواز اٹھائیں۔ وہ کھلے بندوں اپنا مشن جاری رکھے، ہم اُس کی راہ کے کاٹنے نہیں بیٹھیں گے۔

بتائیے! کس قدر ہولناک اور بھیانک نتائج نکلیں گے، جب اہل حق باطل سے سبک دوشی کی راہ اختیار کر لیں گے۔

خبردار مسلمانو! اللہ تعالیٰ نے تمہیں امر بالمعروف (نیکی کا حکم دینا) کی ذمہ داری سونپی ہے، ساتھ ہی نبی عن النکر (برائی سے منع کرنا) کا حکم بھی دیا ہے۔ ارشاد ہے:

1- وَلْتَكُنْ مِنْكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ۔ (پارہ 4: سورۃ النساء: 104)

"اور تم میں ایک گروہ ایسا ہونا چاہیے کہ بھلائی کی طرف بلائیں اور اچھی بات کا حکم دیں اور بُری سے روکیں!" (کنز الایمان فی ترجمۃ القرآن)

كنتم خير امة اخرجت للناس تامرون بالمعروف وتنهون عن المنكر (پارہ 3: سورۃ النساء: 100)

"تم بہتر ہو ان سب امتوں میں جو لوگوں میں ظاہر ہوئیں، بھلائی کا حکم دیتے ہو اور بُرائی سے منع کرتے ہو۔"

'سر صاحب' کی بات اگر مانی جائے، تو ان میں سے کسی ایک حکم پر بھی عمل نہیں ہوتا۔ یعنی نہ

کسی کو یہ بتاؤ کہ وہ جو کہتا ہے، غلط ہے! نہ یہ کہو کہ یہ صحیح ہے، اس کو مان لو! بس سنتے رہو خاموشی سے! اور اپنوں کو بھی سچائی نہ بتا کر جہنم کے گڑھے میں دھکیل دو!!!!
سچ فرمایا گیا ہے:

الْمُتَكَلِّمُ بِالْبَاطِلِ شَهِطَانٌ نَاطِقٌ وَ السَّامِیْتُ عَنِ الْحَقِّ شَهِطَانٌ آخَرُ
”گم راہی والی بات کہنے والا بولنا شیطان ہے اور حق بات کہنے سے خاموش رہنے والا گونا گونا شیطان ہے۔“

جو شخص اس گم راہی بھرے دور میں حق و باطل کو پہچاننا چاہتا ہو اور اُن میں فرق نہ کر سکتا ہو، تو ہم سے سنے کہ اسلام سچا دین ہے اور اہل سنت سچا مسلک ہے۔ اب بھی اگر کسی کا دل مطمئن نہیں ہوتا، تو وہ اس دُعا کو کثرت سے پڑھے، جسے اللہ کے نبی ﷺ پڑھا کرتے تھے، اللہ تعالیٰ خود ہی سچے دین و مسلک کی طرف راہ نمائی فرمادے گا۔ دُعا یہ ہے:

اَللّٰهُمَّ اَرِنِي الْحَقَّ حَقًّا وَ اَرِزْنِي اِتِّبَاعَهُ، اَللّٰهُمَّ اَرِنِي الْبَاطِلَ بَاطِلًا وَ اَرِزْنِي اجْتِنَانَهُ۔

”اے اللہ! ہمیں حق کو حق کی اصل صورت میں دکھا اور اُس کی پیروی کی توفیق عطا فرما اور اے اللہ! ہمیں باطل کو باطل کی اصل صورت میں دکھا اور اُس سے دور رہنے کی توفیق عطا فرما!“

بعض دینی حلقوں سے معذرت کے ساتھ!

اعتدال ہر معاملے میں احسن ہے، سب کچھ بھول کر کسی معاملے میں انتہا کو پہنچ جانا عقل مندی کی بات نہیں ہوتی۔ یہی وجہ ہے کہ جو کام اس نچ پر کیا جاتا ہے، وہ بہتر طریق پر انجام پزیر ہوتا ہے اور اُس کے نتائج بھی دیر پا ہوتے ہیں، لیکن جو کام اس ڈگر سے ہٹ کر کیا جائے، اُؤل تو وہ پورا نہیں ہوتا اور اگر پورا ہوتا بھی ہے، تو اُس کا وجود جزوقتی ہوتا ہے۔

ہمارے ہاں کئی مذہبی حلقوں کے یہ حالات دیکھنے میں آئے ہیں کہ جس طرح آزاد خیال طبقے کے لوگوں نے اپنا سارا کارساز اور اس بات پر لگایا ہوا ہے کہ ہر دُنیاوی معاملے میں دین سے گنجائش نکالنا اور جہاں دین کی بات آجائے وہاں سے کئی کتنا، یعنی اپنا نیز دوسروں کے ایمان کا نیز اخلاق کرنا بحکمہ چند مذہبی افراد غلو کرتے ہوئے اپنی تمام قسم کی فہمداریوں کو پس پشت ڈال

کر اختلافات کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں، اپنا کل وقت، سرمایہ اور طاقت؛ سب کچھ اس اختلاف کو ہوا دینے میں صرف کیے جا رہے ہیں۔ اُن کی نظر میں اختلاف (درحقیقت ”دُعا فساد“ اور ”کسی بات پر متفق نہ ہونا“ جسے وہ اختلاف کا نام دے کر اپنے خیال میں مذہبی اربانوں کو پورا کر رہے ہوتے ہیں) سے اہم اس دُنیا میں کوئی کام نہیں۔

اسی باعث تو ہمارے اکثر عوام عمر بھر اپنے ہی عقائد سے اصلاً ناواقف رہتے ہیں، حتیٰ کہ خود بعض مبلغین بھی اپنے عقائد کی کما حقہ ترجمانی نہیں کر پاتے اور اگر کرتے بھی ہیں، تو طویل عرصہ کے تسلسل تجارت کے بعد انھیں یہ گر حاصل ہوتا ہے، تب تک بہت سوں کی فکر رنگ آلود ہو چکی ہوتی ہے۔ لہذا ہر مبلغ، مدرس، مقرر کو اپنے پاکیزہ منصب کی قدر پہچان کر یہ بات ذہن نشین کرنی چاہیے کہ اگر اُن کی اچھی بات کسی کے لیے دُنیا و آخرت میں نجات کا وسیلہ بن سکتی ہے، تو اُن کے منہ سے نکلا ہوا کوئی ایک غیر محتاط لفظ یا غیر مناسب رویہ کسی سامع متعلم کو ہدایت و گم راہی کے دو راہے پہ لا کر کھڑا کر سکتا ہے۔

اس لیے ہمیں حق و باطل کے متعلق وہی اسلام والا دو ٹوک موقف رکھ کر اعتدال، سنجیدگی اور حکمت عملی کے ساتھ اس گراں بار ذمہ داری کو نبھانے کی ضرورت ہے اور اس کے لیے قرآنی، نبوی اور سلفی دعوت کے اصولوں کو ملحوظ نظر رکھنا چاہیے۔ وباللہ التوفیق!

☆☆☆.....☆☆☆.....☆☆☆

﴿بقیہ..... ملعونہ عورت (عاصیہ) اور مسلم حکمران﴾

ہم ہرگز یہ برداشت نہیں کریں گے کہ کوئی حکومت گستاخ رسول کی سزا معاف کرے یا قانون توہین رسالت میں ترمیم کرے یا شریعت کے فیصلوں میں رد و بدل کرے۔ اگر ایسا ہوا تو ہم ایوان حکومت کی اینٹ سے اینٹ بجادیں گے اور پھر ہمارا ہرچہ غازی علم دین شہید بن جائے گا۔

ہمارا مطالبہ ہے! صدر پاکستان، گورنر پنجاب اور جن سیاسی خواتین نے اس ملعونہ عورت کو معافی دلوانے کی کوشش کی ہے وہ سب عوام سے معافی مانگیں اور عدلیہ ان لوگوں کو فوراً ان کے عہدوں سے برطرف کرے۔ توہین رسالت کا مرتکب کافر، اس کی حمایت کرنے والا کافر اور ایسے لوگوں کو ہماری حکومت چلانے کا کوئی حق نہیں ہے۔

ملعونہ عورت (عاصیہ) اور مسلم حکمران

ڈاکٹر فوزیہ فیاض، پرنسپل جامعہ النور لاہور

اسلام نے عورت کو جتنی عزت دی وہ فقید المثال ہے۔ جہاں عورت کے قدموں تلے جنت رکھی اسے میراث میں حصہ دار بنایا، وہیں شرعی احکام میں بھی اسے خصوصی رعایت دی۔ مردوں پر لازم کیا کہ وہ بیویوں سے حسن سلوک کریں اور ان کے نان و نفقہ کا خیال رکھیں ان کی حفاظت کریں۔

اسلام نے جہاں عورت کو عزت و عصمت دی ہے وہیں اتباع رسول کو بھی اس پر واجب کیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَلَا مُؤْمِنَةٍ إِذَا قَضَىٰ اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَمْرًا أَنْ يَكُونَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ أَمْرِهِمْ۔

ترجمہ: جب اللہ اور اس کا رسول مؤمنین اور مؤمنات کے بارے میں کوئی فیصلہ فرمادیں تو انہیں اس معاملے میں کوئی اختیار نہیں ہے۔

یونہی ایذائے رسول مردوں کے ساتھ عورتوں کے لئے بھی حرام قرار دیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

إِنَّ الَّذِينَ يُؤْذُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ لَعَنَهُمُ اللَّهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَأَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُهِينًا۔

ترجمہ: جب کہ جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول کو ایذا پہنچائی ان کے لئے دنیا اور آخرت میں اللہ کی لعنت ہے اور رسوا کن عذاب ہے۔

”الَّذِينَ“ میں سب لوگ چاہے مسلمان ہوں یا غیر مسلم، عورت اور مرد سب شامل ہیں۔ مذکورہ بالا آیت میں رسول اللہ کو ایذا پہنچانے والے، آپ ﷺ کے شان میں گستاخی کرنے والے کے لئے پہلی سزا ”لعنت کا مستحق ہونا“ ہے۔ لعنت کا مطلب ہے اللہ کی رحمت سے دوری اور ایسا شخص کسی نرمی کا مستحق نہیں ہے جب رب کائنات نے اسے اپنی رحمت سے محروم کر دیا ہے تو کسی انسان کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ اس کے ساتھ نرمی برتے یا رحم دلی کرے کیونکہ ”ملعونین اینما“

”فَقُولُوا“ کے تحت ملعونین کو قتل کیا جائے گا۔ دوسری سزا، رسوا کن عذاب ہے۔

عذاب بہر حال عذاب ہوتا ہے لیکن رسوا کن ہو تو شدت اور بڑھ جاتی ہے جب اللہ تعالیٰ نے رسوائی اس کے مقدر میں لکھ دی ہے تو بندے اس کی طرف داری کرتے ہوئے اس کے ساتھ نرمی کریں یہ درست نہیں۔

یہ تو حکم ربانی ہے حکم نبوی کیا ہے؟ ملاحظہ فرمائیں۔

ابن خطل (شاتم رسول) کو گستاخی کرنے پر قتل کر دیا گیا جبکہ وہ بیت اللہ میں پناہ لئے ہوئے تھا کیونکہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا گستاخوں کے بارے میں فیصلہ یہ تھا۔
”اگر ایسے لوگ خانہ کعبہ کے پردوں سے بھی لپٹ جائیں تو بھی انہیں قتل کر دو۔“

(تاریخ طبری)

حدیث شریف میں ہے کہ: ایک نابینا صحابی کی باندی جو حاملہ تھی اور جب اس نے حضور کی شان میں گستاخی کی تو انہوں نے اُسے مار ڈالا۔ جب واقعہ بارگاہ رسالت میں پیش ہوا تو نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

لَوْ كُنَا كُؤَاهُ هُوَ جَاؤَاكَاسَ كَاخُونِ رَايَاكَاسَ۔ (سنن ابوداؤد)

ایک اور حدیث میں ہے کہ: حضرت عمیر بن امیہ نے اپنی مشرکہ بہن جس نے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان میں گستاخی کی تھی، انہوں نے اسے قتل کر دیا اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کا خون رائیگاں قرار دیا۔ (المعجم الکبیر)

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ایک یہودی عورت گستاخ رسول تھی ایک شخص نے اس کا گلا گھونٹ دیا آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کے خون کو رائیگاں قرار دیا۔

(شرح سنن ابی داؤد ص ۳۸ ر ۳۸)

نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس یہودی عورت کے خون کو رائیگاں قرار دیا مذکورہ بالا آیات واحادیث سے درج ذیل نکات ثابت ہوتے ہیں۔

۱..... نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ایذا پہنچانا گویا اللہ کو ایذا پہنچانا ہے۔

۲..... گستاخ رسول کے لئے ہر طرح کی بھلائی سے محرومی ہے۔

۳..... وہ دنیا اور آخرت میں لعنت کا مستحق ہے۔

۴..... وہ رسوائی والے عذاب کا مستحق ہے۔

۵..... گستاخ رسول کا خون رائیگاں ہے۔

۶..... حدیث سے گستاخ رسول کی سزا صرف اور صرف قتل ثابت ہے۔

۷..... حدیث بھی وحی ہے قابلِ حجت ہے حدیث پر عمل کو یا قرآن پر عمل ہے۔

۸..... گستاخ کی نیت کا کوئی اعتبار نہیں ظاہر پر حکم لگایا جائے گا۔

لہذا ثابت ہوا کہ گستاخ رسول کی سزا صرف اور صرف سزائے موت ہے اور اسی بناء پر گستاخ رسول سے کسی قسم کی کوئی نرمی نہیں برتی جائے گی چاہے مرد ہو یا عورت، مسلم ہو یا غیر مسلم، سزا میں سب برابر ہیں۔ توہین کی نیت ہو یا نہ ہو۔

صدر پاکستان کا عمل

صدر پاکستان ایک ملعونہ گستاخ رسول کو معافی دینا چاہتے ہیں جو قرآن و حدیث اور آئین پاکستان کے بالکل خلاف ہے۔ پاکستان میں توہین رسالت کرنے والے کی سزا پھانسی ہے جبکہ توہین رسالت کا یہ قانون توراۃ میں بھی موجود ہے۔

فاسق حکمران کا حکم اور عوام کی ذمہ داریاں

اطيعوا الله واطيعوا الرسول واولى الامر منكم۔

ترجمہ: اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو اور صاحبانِ امر کی۔

قرآن پاک میں صاحبانِ امر کی اطاعت کا حکم دیا گیا ہے مگر تب تک جب تک وہ اللہ اور اس کے رسول کے احکام کے مطابق حکومت کریں اور اگر قرآن و سنت کے خلاف ہوں تو فرمان نبوی یہ ہے کہ:

”مسلمان شخص پر حاکم کی بات سننا اور اس کی اطاعت کرنا لازم ہے خواہ اس کی بات پسند ہو یا

نا پسند البتہ معصیت کا حکم اس سے بالاتر ہے اگر اسے معصیت کا حکم دیا جائے تو اس میں نہ

اطاعت ہے نہ سماع۔ (مسلم شریف: ۳۶۳۹)

صدر پاکستان، گورنر پنجاب کا گستاخ رسول کو معافی دلوانے کی کوشش کرنا سراسر قرآن و سنت کے خلاف ہے، لہذا اس بارے میں ان کی اطاعت و فرمانبرداری، رعایا پر لازم نہیں بلکہ معافی دلوانا قرآن و سنت میں تبدیلی کے ذمے میں آتا ہے۔ جو ہر صورت میں ناقابلِ قبول ہے ہم اس کی بھرپور مذمت کرتے ہیں۔

دنیا بھر میں یونینیا، فلسطین، کشمیر جہاں لاکھوں مسلمان خواتین کیساتھ ظلم و بربریت جاری ہے اُن کا درد تو ان کے سینے میں نہیں ہے اور ایک غیر مسلم عیسائی خاتون کو بچانے کے لئے صدر پاکستان اور گورنر پنجاب کے درود کو کیا نام دیں؟ یہ فیصلہ قارئین کریں گے۔

ہمارے ملک پاکستان میں روزانہ جو بچیاں زیادتی کا شکار ہونے کے بعد قتل کر دی جاتی ہیں کیا حاکم وقت ان کا جواب دہ نہیں ہے۔ اس بات پر تو حکومت کی زبان خاموش ہے اور عیسائی ملعونہ عورت کو بچانے کے لئے یہ تیاریاں آخر کس لئے؟ فیصلہ قارئین کریں گے۔

شریعت کے علمبردار ملک و ملت کے رکھوالے ہی اگر قرآن و سنت کے خلاف عمل کریں گے تو اس پاک سرزمین کی حفاظت کون کرے گا؟ فیصلہ قارئین کریں گے۔

گورنر پنجاب نے اخبار کے بیان میں کہا ہے ”مولویوں کو کسی کو کافر کہنے کا حق کس نے دیا ہے؟ میں پوچھتی ہوں گستاخ رسول کو معاف کرنے کا حق گورنر پنجاب اور صدر پاکستان کو کس نے دیا ہے؟ گستاخ رسول کو کافر کہنے کا حق ہمیں قرآن و سنت نے دیا ہے۔ ملاحظہ فرمائیں فتاویٰ رضویہ!!

جس نے نبی کی توہین کو معمولی سمجھا وہ کافر اور مرتد ہے، ایسے شخص کے ساتھ سلام و کلام نشست و برخاست حرام، اسے مسلمانوں جیسی قبر میں ڈالنا حرام، مٹی ڈالنا حرام، مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنا حرام، ایصالِ ثواب کرنا حرام!

حکم شرعی کے مطابق اسے مردار کہنے کی طرح، گندگی دور کرنے کی نیت سے پتلی پتھاروں کی طرح کسی تنگ و تاریک گڑھے میں پھینکا جائے۔ اور آگ اور پتھر پھینک کر اسے یوں دفن کیا جائے کہ اس کی بدبو سے ایذا نہ ہو۔ ایسے لوگوں کے نکاح میں اگر مسلمان عورتیں ہوں وہ بھی ان کے نکاح سے نکل گئیں ایسی عورتوں کے ساتھ قربت حرام اور اولاد ہوئی تو ولد الزنا ہوگی۔

(فتاویٰ رضویہ: ۳۷۶)

ایک اور فتویٰ ملاحظہ کریں امام کردری (۳۲۱/۳)

من شک فی کفره وعذابه فقد کفر۔

”جو مسلمان گستاخ رسول کے کافر ہونے پر شک کرے وہ بھی کافر ہے“

اے مسلمانو! ہماری غیرت زندہ ہے، اور زندہ رہے گی ہمیں متحد ہو کر دشمنانِ ناموس رسول کے خلاف آواز اٹھانی ہے، ناموس رسالت کی حفاظت کرنا فرض عین ہے۔

عشق نبی میں جان بھی جائے اس کے لئے تیار ہیں
گستاخوں سے کہہ دینا ہم حیدر کی لٹکار ہیں
غفلت میں مت سمجھو ہم کو ہم مسلم بیدار ہیں
جتنے غلام ہیں آقا کے اس کا کرتے اقرار ہیں

مسلمان چاہے کتنا بھی گناہ گار ہو وہ تو ہیں نبی ہرگز برداشت نہیں کر سکتا۔ توہین کرنے والا ہرگز معافی کا مستحق نہیں ہے چاہے وہ کتنا بھی روئے گز گزائے۔ کیونکہ توہین نبی اصل میں منصب رسالت کی توہین ہے اور منصب رسالت اللہ کی طرف سے عطا کیا جاتا ہے اللہ اپنے بندوں میں سے ہرگز یہ لوگوں کو نبوت کا منصب عطا فرماتا ہے۔ اور نبی کی شان میں گستاخی دراصل رب کریم کے فضل پر تنقید اور اعتراض ہے جو ہرگز جائز نہیں ہے۔

بعض شریکین صراحتاً رسولؐ کو بچانے کے لئے کبھی اس کے عورت ہونے کو معافی دیے جانے کی وجہ بتاتے ہیں کبھی اقلیتی ہونے کو اور کبھی اس کے رونے اور معافی مانگنے کو اور بعض سیاسی خواتین سیدہ عابدہ حسین، شیریں رحمن نے تو یہاں تک کہہ دیا کہ آخر ہم نے دنیا کے ساتھ بھی رہتا ہے۔ اور نبی ﷺ نے خود کوڑا پھینکنے والی عورت کو معافی دی تھی۔ طائف میں پتھر پھینکنے والوں کے لئے دعا کی تھی لہذا اس عورت کو بھی معافی دی جائے اور توہین رسالت کرنے والے کی سزا بدل دی جائے۔ میرا دل خون کے آنسو روتا ہے کہ یہ کس نبی کی امتی خواتین ہیں؟ انہوں نے کس نبی کا کلمہ پڑھا ہے؟

ایک عیسائی ملعونہ عورت کو بچانے کے لئے انہوں نے کیسے اپنے ایمانوں کو بیچ دیا، دین اسلام سے بے بہرہ خواتین کو یہ حق کس نے دیا ہے کہ وہ شریعت کے فیصلوں میں دخل اندازی کرتی پھریں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام بے شک درگزر کرنے والے تھے مگر یہ واقعات اعلان نبوت سے پہلے کے ہیں اور انہوں نے ذات مصطفیٰ پر اعتراض کیا تھا۔ بشت کے بعد اگر کوئی نبی کی توہین کرے گا تو وہ منصب رسالت کی توہین تصور ہوگی اگر حضور ﷺ نے کوڑا پھینکنے والی کو معاف کیا تھا تو توہین کرنے والی یہودی عورت کے خون کو بھی رائیگاں قرار دیا تھا۔ ابن خطل کو قتل کرنے کا حکم دیا تھا ایک صحابی کی باندی کے خون کو بھی رائیگاں قرار دیا تھا کعب بن اشرف کو قتل کرنے کا حکم بھی جاری کیا تھا کیونکہ یہ سب گستاخ رسول تھے۔ (بقیہ نمبر 39 پملاحظہ فرمائیں)

دارالافتاء.....

آپ کے دینی مسائل اور ان کا حل

مجیب: مفتی محمد رمضان سیالوی، خطیب داتا دربار لاہور

سوال..... انشورنس کے متعلق قرآن وحدیث کی روشنی میں تفصیلاً جواب عنایت فرمائیں کہ انشورنس کروانا جائز ہے یا ناجائز؟ (محمد زبیر، اسلام آباد)

جواب..... انشورنس کے اداروں، پالیسی ہولڈرز، انشورنس کمپنیوں اور پالیسی ہولڈرز کے مابین معاہدوں کا حکم جاننے سے پہلے ان تینوں چیزوں کی بقدر ضرورت تفصیلات کا بیان ضروری ہے۔ ملک میں کئی ایسے سرکاری اور غیر سرکاری ادارے قائم ہیں جو انشورنس کا کاروبار کرتے ہیں جو لوگ یا کمپنیاں ان اداروں سے لین دین کے معاہدے کرتے ہیں ان کو پالیسی ہولڈرز کہا جاتا ہے جبکہ انشورنس کے اداروں اور پالیسی ہولڈرز کے مابین لاتعداد اور مختلف نوعیت کے معاہدے ہوتے ہیں اگرچہ ان معاہدوں کی بے بہا صورتیں اور اس کی ذمہ داری تفصیلات ہیں لیکن بنیادی طور پر اس کی دو قسمیں ہیں۔

۱..... بیمہ نفس یا عضو ۲..... بیمہ مال

بیمہ نفس (زندگی)

بیمہ نفس (زندگی) یا عضو کی متعدد صورتوں میں قدر مشترک یہ ہے کہ پالیسی ہولڈر ایک معینہ مدت تک انشورنس کمپنی سے مخصوص رقم طے شدہ اقساط میں ادا کرنے کا معاہدہ کرتا ہے اگر اس معینہ مدت میں پالیسی ہولڈر خود یا اس کا عضو (جس عضو کا بیمہ کرایا گیا) ہلاک ہو گیا تو انشورنس کمپنی طے شدہ مختص کل رقم یکمشت پالیسی ہولڈر کو (عضو ضائع ہونے کی صورت میں) یا پالیسی ہولڈر کے ورثاء میں سے کسی ایک کو یا بعض کو (جنہیں پالیسی ہولڈر نے معاہدہ کرتے وقت نامزد کیا تھا) ادا کرے گی اور یہ پالیسی ہولڈر کی اپنی ہلاکت پر ہوگا۔ اور اگر معینہ مدت میں پالیسی ہولڈر کی ہلاکت یا اس کے عضو کے تلف ہونے کا واقعہ نہ ہوا تو انشورنس کمپنی کل مدت کے اختتام پر جمع شدہ تمام رقم یا کچھ کم کر کے یا کچھ زائد کر کے پالیسی ہولڈر کو واپس کر دے گی نیز اگر پالیسی ہولڈر نے اقساط جمع کرانے میں کوتاہی کی تو انشورنس کمپنی جمع شدہ پوری رقم ضبط کر لے گی اور اس صورت میں اس کے ورثاء یا وہ خود اس ضبط شدہ رقم کو حاصل کرنے کے دعویدار نہ ہوں گے۔

بیمہ مال

بیمہ مال کی صورت بھی بالکل بیمہ نفس کی طرح ہے صرف ایک فرق ہے کہ بیمہ مال کی صورت میں انشورنس کمپنی جمع شدہ رقم (جس کو پریمیم کہتے ہیں) کسی طرح بھی واپس نہیں کرتی اور پالیسی ہولڈر کو اس کے مطالبہ کا حق بھی نہیں ہوتا اور یہ اس وقت ہوتا ہے جب معینہ مدت میں کوئی حادثہ گاڑی، مارکیٹ، مکان یا فیکٹری میں واقع نہ ہو۔

بیمہ نفس یا عضو اور بیمہ مال کی ذکر کردہ صورت میں ”سود“ اور ”جوا“ دونوں موجود ہیں، ہم پہلے سود کی مختصر تعریف کر کے بیمہ نفس اور بیمہ مال میں سود کو ثابت کریں گے اور پھر ”جوا“ کی مختصر تعریف کر کیا انشورنس میں جوا کو ثابت کریں گے۔ واللہ التوفیق وهو المستعان

سود کی تحقق علیہ تعریف..... مکمل قرض جو منفعہ فہو رہوا ہے یعنی ہر وہ قرض جو اپنے ساتھ منافع لائے، سود ہے (کنز العمال ۲۳۸۷۶ بیروت)

اور اس کی توضیح تقریباً تمام فقہاء نے ان الفاظ میں بیان فرمائی:

هو فضل خال عن عوض لاحد المتعاقدين مشروط في عقد المعاوضات

بمعنى شرعی (بدائع الصنائع ۱۸۳/۵)

اموال رہوا میں سے کسی چیز کا اس کی ہم جنس کے ساتھ جوادے کا معاہدہ کرنے میں کسی ایک جانب سے عوض کے بغیر اضافے کی شرط کرنا۔

اور سود کی حرمت پر آیات قرآنیہ اور کثیر احادیث موجود ہیں چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

واحد الله البیوع و حرم الربوا (سورة البقرة: ۲۷۵)

کہ اللہ تعالیٰ نے تجارت کو حلال اور سود کو حرام فرمایا ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

ان الربا ابواب الباب منه عدل سبعین حوبا ادناک فجرة کاضطجاع

الرجل مع امه - سبعة من مندر وابضع من لاسود بن دہب بن عبد مناف بن زهرة بن عدی بن ربيعة بن ۱۹۵/۱۷

کہ بے شک ربا کے کئی دروازے ہیں ان میں سے ایک دروازہ ستر گناہ کے برابر ہے جن میں سے ہلکا گناہ ایسا ہے جیسے اپنی ماں سے ہم بستر ہونا۔ (العیاض باللہ العظیم)

اب ہم بیمہ نفس و عضو میں سود کو ثابت کرتے ہیں وہ اس طرح کہ ذکر کردہ صورت میں انشورنس کمپنی یا پالیسی ہولڈر۔ دونوں میں سے کسی ایک کی طرف منافع بلا عوض ثابت ہوتا ہے جو کہ سود ہے۔

1..... اگر معینہ مدت کے اختتام سے پہلے پالیسی ہولڈر ہلاک ہو گیا یا اس کا عضو ضائع ہو گیا تو وہ خود یا اس کے ورثاء جو رقم کمپنی سے حاصل کریں گے وہ یقیناً ادا شدہ رقم سے زائد ہوگی جو منافع بلا عوض

ہے اور یہ ”سود“ ہے مثال کے طور پر زید نے ایک انشورنس کمپنی سے ۳۰ سال کی مدت کا سالانہ ۱۲ ہزار روپے یعنی ہر ماہ ایک ہزار روپے اور کل تین لاکھ ساٹھ ہزار روپے کا بیمہ کرایا بھی زید نے سالانہ صرف چھ اقساط یعنی بہتر ہزار روپے کمپنی کو ادا کئے تھے کہ زید فوت ہو گیا تو اس کے ورثاء کو انشورنس کمپنی طے شدہ معاہدہ کی کل رقم یعنی تین لاکھ ساٹھ ہزار روپے ادا کرے گی قابل غور امر یہ ہے کہ زید کے ورثاء نے جو دو لاکھ نوے ہزار روپے زائد وصول کئے وہ کس چیز کا عوض ہیں کیونکہ ادا کردہ بہتر ہزار روپے کی حیثیت قرض کی طرح ہے اور قرض واپس آتے ہوئے اپنے ساتھ منافع بلا عوض لایا گیا اس پر مکمل قرض جو منفعہ بلا عوض سود کی تعریف سو فی صد صادق آئی تو سود مکمل طور پر ثابت ہوا۔ العیاض باللہ

اسی طرح معینہ مدت تک پالیسی ہولڈر کی ہلاکت نہ ہو تو اگر پالیسی ہولڈر کچھ زائد رقم لے یا کمپنی اس سے کاٹ لے دونوں صورتوں میں منافع بلا عوض واضح ہے اور اگر بالفرض کمپنی پوری رقم ہی واپس کر دے تو یقیناً کمپنی نے اس جمع شدہ رقم کو کہیں انویسٹ (invest) کیا اور اس سے جو منافع کمایا وہ بھی منافع بلا عوض ہے اور اس میں پالیسی ہولڈر بھی نہیں اور اگر کمپنی نے نقصان اٹھا کر کل رقم واپس کر دی تو بھی غلط اور دونوں صورتوں میں غیر کے مال میں بلا اجازت تصرف ثابت ہے جو بہر حال غلط ہے کہ معاہدہ کی حیثیت قرض کی ہے نہ کہ نفع و نقصان میں شراکت کی۔ اور اگر پالیسی ہولڈر ورثاء میں سے ایک اقساط ادا کرنے سے قاصر آجائے تو کمپنی معاہدہ کے مطابق ادا شدہ کل رقم ضبط کرے گی تو منافع بلا عوض ہونا نیز غیر کے مال پر ناحق قبضہ ہوا اور اس صورت میں پالیسی ہولڈر کو اسے نقصان کے کیا حاصل ہوا۔؟ لا ضرر ولا ضرار فی الاسلام۔ یعنی اسلام میں نقصان پہنچانا اور نقصان اٹھانا ناجائز نہیں۔

اور مال کے بیمہ کی صورت میں نفس کے بیمہ کی طرح منافع بلا عوض ثابت ہے کہ اگر گاڑی فیکٹری یا مارکیٹ کو معینہ مدت میں حادثہ پیش آ گیا تو کل رقم یا نقصان کی مالیت انشورنس کمپنی نے ادا کی تو پالیسی ہولڈر منافع بلا عوض لینے کا مرتکب ہوا اور اگر حادثہ رونما نہ ہوا تو کمپنی نے ادا شدہ کل رقم ضبط کر لی یہ بھی منافع بلا عوض اور اس کا سود ہونا ظاہر اور سود حرام قطعی۔ العیاض باللہ العظیم

اگر بیمہ نفس پر مزید غور کیا جائے تو ایک قباحت اسلام کے نظام وراثت کا متاثر ہونا بھی لازم آتی ہے وہ اس طرح کہ اگر پالیسی ہولڈر نے ہلاکت کی صورت میں اپنے حقدار ورثاء میں سے کسی ایک یا بعض کو یا غیر وارث کو کل رقم دینے کا معاہدہ کیا تو بعض ورثاء کا وراثت سے محروم ہونا لازم آیا اور یہ احکامات خداوندی اور ارشادات رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صریح خلاف ہے اب ہم قمار ”جوا“ کی مختصر تعریف کے بعد انشورنس میں جوا کو بھی ثابت کرتے ہیں۔ واللہ التوفیق

جوا کی تعریف فقہاء نے "تعلیق التملک بالخطر" فرمائی ہے یعنی کسی چیز کی ملکیت کے انتقال کو ایسی شرط پر موقوف کرنا جس شرط کا وجود اور عدم وجود دونوں غیر یقینی ہوں۔ (امہم للشرعی ۵۹/۱۲)

اسی کو اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری بریلوی قدس سرہ العزیز نے "امید مومہم پر پانسا ڈالنا" فرمایا۔ (فتاویٰ رضویہ) اور اس کی بنیاد فقہاء کرام نے "خطر" بیان فرمائی ہے انشورنس میں قمار "جوا" کا وجود اس طرح ہے کہ کمپنی کی جانب سے پالیسی ہولڈر سے رقم کی وصولی اور کمپنی کی طرف سے پالیسی ہولڈر کی طرف اس رقم کے انتقال کی شرط یہ ہے کہ پالیسی ہولڈر خود ہلاک ہو یا اس کا عضو ضائع ہو اور یہ مال کی صورت میں مال کو حادثہ کی صورت میں نقصان پہنچے اور ظاہر ہے کہ اس نقصان کا ہونا یا نہ ہونا غیر یقینی ہے۔ ممکن ہے کہ پالیسی ہولڈر یا اس کا عضو یا مال ضائع ہو اور یہ بھی ممکن ہے کہ ضائع نہ ہو۔ لہذا شرط کا وجود غیر یقینی ہوا اور معاہدہ کا اس شرط پر موقوف ہونا ہی "قمار" کی بنیاد ہے لہذا انشورنس کی صورت میں جوا اپنی تفصیل کامل کے ساتھ مکمل طور پر پایا گیا اور جوا حرام لہذا انشورنس بھی حرام، چنانچہ قرآن کریم میں ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْأَنْصَابُ وَالْأَزْلَامُ رَجَسٌ مِنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ فَاجْتَنِبُوا لَعَلَّكُمْ تَفْلَحُونَ۔ (سورة المائدہ: ۹۰)

ترجمہ: اے ایمان والو! بے شک شراب، جوا، بت اور پانے کے تیرنا پاک شیطان کے کام سے ہیں لہذا ان سے بچنا کہ تم فلاح پاؤ۔

لہذا اثابت ہوا کہ انشورنس کے اداروں کی بنیاد "سود اور جوا" پر ہے پالیسی ہولڈر بننا حرام کام تکب ہونے کے ساتھ حرام سے تعاون کرنا بھی ہے اور ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ۔ (سورة المائدہ: ۲)

ترجمہ: گناہ اور زیادتی کے کاموں میں آپس میں تعاون نہ کرو، اور ان اداروں سے رقم وصول کرنا درحقیقت سود کھانا ہے جو حرام قطعی ہے اور ایک مسلمان کا اس سے بچنا ہر صحت میں لازم ہے۔

اور جو لوگ ان اداروں میں کام کر رہے ہیں اللہ تعالیٰ ان کو اصلاح کی توفیق دے اور وہ اگر آخرت کے فائدہ اور نجات کے خواہش مند ہوں تو ان پر لازم ہے کہ کسی ایسے ادارے میں جہاں حلال کی بنیاد پر کام ہوتا ہو فوراً کام کی تلاش شروع کر دیں اور جیسے ہی گزارے کے مطابق دوسری جگہ کام ملے اور اگر موجودہ انشورنس کے ادارے کی طرح معیاری تنخواہ نہ بھی ہو تو بھی اس کو چھوڑ کر حلال رزق کے حصول کے لئے دوسرے ادارے میں کام کریں کہ حرام کی کثرت سے حلال کی قلت مفید ہے اس وقت تک ان اداروں میں کام کرنے کی مجبوری اور ضرورت علماء کرام نے اجازت دی ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

جامعہ نظامیہ رضویہ

کی خدمات پر ایک نظر

- ★ جامعہ نظامیہ رضویہ ریس لجنڈین، علامہ اقبال، حضرت علی عظیم مفتی محمد عبدالقیوم رضوی کی ہمیشہ رہنے والی بے مثال یادگار ہے۔
- ★ جامعہ ہذا عرصہ 56 سال سے دینی و ملی خدمات سرانجام دے رہا ہے۔
- ★ جامعہ ہذا سے اب تک ہزاروں علماء، قراء اور حفاظ فارغ ہو چکے ہیں۔
- ★ بلیجیم، برطانیہ، امریکہ، سوئی، جرمنی اور ساؤتھ افریقہ میں جامعہ کے بے شمار فضلاء خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔
- ★ جامعہ ہذا نے لاہور کے علاوہ شیخوپورہ، ایبٹ آباد و دیگر شہروں میں بھی دینی تعلیم کے تقریباً 80 مکاتب قائم کیے ہیں۔
- ★ جامعہ ہذا کے زیر اہتمام تقریباً 7000 ہزار طلبہ و طالبات کے قیام و طعام کتب، علاج معالجہ اور دیگر جملہ ضروریات کا انتظام و انصرام جامعہ کی طرف سے مفت کیا جاتا ہے۔
- ★ جامعہ ہذا میں اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے علوم اسلامیہ کی ابتداء سے لے کر اعلیٰ درجات تک معیاری تعلیم دی جاتی ہے۔ جبکہ حالات حاضرہ کے تحت جدید علوم ریاضی، انگلش، سائنس، کمپیوٹر وغیرہ میٹرک تک تعلیم کا بھی خصوصی انتظام ہے۔
- ★ جامعہ ہذا میں 300 سے زائد مدرسین و علماء کرام تعلیم دے رہے ہیں۔
- ★ جامعہ ہذا کے دارالافتاء سے مسلمانوں کی دینی مسائل میں راہنمائی کی جاتی ہے۔
- ★ جامعہ ہذا کی کوئی مستقل آمدنی نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ فقط اپنے اہل خیر بندوں کے ذریعے دین کا یہ عظیم الشان کام لے رہا ہے۔
- ★ جامعہ کی مالی حالت..... بوجہ مستقل ضروری اخراجات اور تعمیر کے..... اہل خیر کی خصوصی توجہ کی مستحق ہے۔

نوٹ

جامعہ کے تنظیمین، ماساتذہ اور معاونین ان مفید اغراض و مقاصد کی تکمیل کے لئے شب و روز سرگرم عمل ہیں۔ جامعہ کا سالانہ میزانیہ 2,50,000,00 (دو لاکھ پانچ سو تیس لاکھ روپے) سے تجاوز ہے۔ آپ اپنی کوتاہیوں مصروفیات سے وقت نکال کر جامعہ کی ضروریات سے مزید آگاہی کے لئے خود بخبردار لائے یا پھر گھر بیٹھے جامعہ کی ویب سائٹ کا وزٹ کیجئے

www.jamianizamiarizvia.com

Account Number of Jamia Nizamia Rizvia
0177-3461-0, 0177/4500-1
MCB Shah Allam Market Lahore